خونی اشتہار
اشتیاق احمد
25/-

دو باتیں

السلام علیکم!

کالج کے ایک پروفیسر کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ مرزائی ہیں۔ میں نے انہیں چند الفاظ لکھ کر دیے۔ جو یہ تھے:

آپ ایک ایسے شخص کو نبی مانتے ہیں جس نے خود اپنی کتاب میں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ (یعنی مجھے انگریز نے بویا تھا)۔ حیرت ہے۔ آپ تو پڑھے لکھے ہیں۔

اس پر وہ بولے۔ ہماری جماعت نے اس قسم کے تمام سوالات کے جوابات دیے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ اس خود کاشتہ پودے والی بات کا انھوں نے کیا جواب دیا ہے۔ وہ یہ نہ بتا سکے۔ لیکن میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی جماعت نے اس قسم کی باتوں

کے جوابات کس قسم کے دیے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک کتاب "تریاق القلوب" میں یہ پیش گوئی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے نکاح میں دو عورتیں آئیں گی۔ ایک کنواری، دوسری بیوہ۔ کنواری سے نکاح ہو چکا۔ بیوہ سے ہونا باقی ہے۔

آپ نے بشارت کے الفاظ پڑھ لیے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی کسی بیوہ سے شادی نہیں ہو سکی۔ اب جب یہ بات مرزائیوں سے، میرا مطلب ہے، ان کے مربیوں سے پوچھی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں، مرزا صاحب کے فوت ہونے کے بعد کنواری بیوہ ہو گئیں، لہٰذا بیوہ سے بھی ان کی شادی ہوئی تھی۔

آپ نے جواب سنا۔ جب پڑھے لکھے لوگ بھی اس قسم کے جوابات کو درست مانتے ہیں تو ہمیں بہت حیرت ہوتی ہے۔ حیران ہونے کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جھوٹی نبوت کے جال سے نوجوان نسل کو بال بال بچائے۔ آمین!

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں ـــــ
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا ـــــ
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں ـــــ
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا ـــــ
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص:

اشتیاق احمد

[?] ورائٹی بک سٹال 7588307
مارکیٹ، سمن آباد، لاہور

[?] ورائٹی بک سٹال 7588307
مارکیٹ، سمن آباد، لاہور

اشتہار

"یار بھائی جنّ ـــ ذرا یہ اشتہار پڑھنا۔" ٹی ایس ایم نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"کک ـــ کون سا اشتہار؟" جنّ نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا، پھر اس کی حیرت زدہ آواز گونجی:

"ہائیں ـــ یار ٹی ایس ایم ـــ آپ نے مجھے کیا کہہ کر پکارا۔ یار بھائی جنّ ـــ آخر آپ مجھے میرا نام لے کر کیوں نہیں بُلاتے؟"

"اس کی وجہ ہے۔" ٹی ایس ایم یک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"اچھی بات ہے ـــ پہلے وجہ بتائیں۔"

"وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس مکان میں کرائے دار رہتے ہوئے کئی ماہ گزر گئے، لیکن آپ نے آج تک اپنا نام نہیں بتایا۔"

"ہائیں ـــ کیا کہا، میں نے آج تک اپنا نام ہی نہیں بتایا، دھت تیرے کی۔"

"اوہ ! ارے باپ رے۔" ٹی ایس ایم گھبرا گیا۔

"کک — کیوں، کیا ہوا"؟ جن نے فوراً کہا۔

"یہ جو آپ نے دست تیرے کی کہا ہے — کہیں آپ کے اندر محمود صاحب کی رُوح تو نہیں آ گئی"؟

"پتا نہیں، آپ کیا اوٹ پٹانگ باتیں لے بیٹھے — ویسے میرا خیال تھا — آپ کو میں اپنا نام بتا چکا ہوں — بہر حال میرا نام چم پانگ ہے۔"

"ہائیں! آپ شانا میں پیدا ہوتے تھے کیا"؟

"میرا خیال ہے — میں شانا میں ہی پیدا ہوا تھا — ویسے آپ نے یہ بات کیسے جان لی"؟

"اس قسم کے نام اسی طرف ہوتے ہیں — خیر تو بھائی — لم پانگ ..."

"لم نہیں — چم — چم پانگ"۔ جن نے فوراً کہا۔

"اوہ سوری — ہاں تو بھائی چم پانگ ذرا یہ اشتہار پڑھیں۔"

"سوری! میں نہیں پڑھوں گا۔"

"وجہ"؟ ٹی ایس ایم نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں پڑھنا نہیں جانتا۔" چم پانگ فوراً بولا۔

"تب پھر سوری کس طرح کہ دیا"؟

"کسی سے سنا ہوگا — یہ لفظ تو اکثر سننے میں آتا رہتا ہے،

ایک بار ایک لڑکی مجھ سے ٹکرا گئی تھی — اس نے فوراً کہا تھا، سوری — لیکن جب اپنے سامنے کسی کو نہ پایا تو لگی کانپنے — اس دن مجھے اس لفظ کا پتا چلا۔"

"خیر! میں اشتہار پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔"

ٹی ایس ایم نے اخبار ہاتھوں میں لیا اور پڑھنے لگا:

"اشتہار برائے ٹھیکا —

کیا آپ ایک عجیب و غریب ٹھیکا لینا پسند کریں گے، اس قدر عجیب کہ آپ نے اپنی زندگی میں اس سے عجیب ٹھیکا کبھی نہ لیا ہوگا — صرف تجربہ کار لوگ ہی یہ ٹھیکا لینے کی کوشش کریں، کیونکہ ناتجربہ کار لوگ ہرگز اس ٹھیکے کے قابل نہیں ہو سکتے، ٹھیکے کے خواہش مند حضرات خود تشریف لائیں —

ٹوانا اینڈ کو، ۲۴۰ راٹن روڈ۔"

اشتہار پڑھ کر ٹی ایس ایم نے منہ جن کی طرف کیا، نظر تو وہ اُسے نہیں آ رہا تھا، لیکن اندازہ تو تھا نا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے:

"آپ نے سنا اشتہار"؟

"بالکل سنا ہے — مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آ رہی — ہاں! شاید جن ہونے کی وجہ سے میں

انسانی معاملات کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔"

" ایسی کوئی بات نہیں — خیر میں آپ کو بتا دیتا ہوں، اس اشتہار سے خوف ناک چکر کی بُو آ رہی ہے — کیا خیال ہے — ہم دونوں چل کر ان لوگوں سے ملاقات نہ کریں؟ مجھے اس قسم کے کام نہیں آتے۔"

اس کا مطلب ہے — مجھے اکیلے ہی جانا پڑے گا۔" ٹی ایس ایم نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کیوں — اپنے دوستوں کو ساتھ لے جائیں نا — میرا مطلب ہے — محمود، فاروق اور فرزانہ کو۔"

"بہت خوب! نیک مشورہ ہے، لیکن وہ تو اس وقت سکول میں ہوں گے — اور مجھ سے پہلے اگر وہاں کچھ اور لوگ پہنچ گئے تو ٹھیکا تو وہ لے جائیں گے۔"

" اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے — خیر پھر میں ہی چلا چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔"

دونوں نیچے اُترے — ٹی ایس ایم نے اپنی موٹر سائیکل نکالی، وہ چلتے وقت اس قدر آوازیں نکالتی تھی کہ لوگ گانا سننا بھول جاتے تھے، لیکن پھر بھی وہ چلتی ضرور تھی، چاہے گانے سننے کا موڈ کسی کا ہو یا نہ — اس نے چم پانگ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ڈٹن روڈ پہنچے — ۲۴۰ نمبر عمارت پر اس

نے بٹوانا اینڈ کو کا بورڈ لگا دیکھا۔

" کیا خیال ہے — بورڈ نیا ہے یا پُرانا؟" ٹی ایس ایم نے کہا۔

" پُرانا ہی لگتا ہے — چاروں طرف سے کنارے زنگ آلود ہیں۔" چم پانگ نے کہا۔

" ہوں بالکل ٹھیک — تب تو وہ اشتہار فراڈ نہیں ہو سکتا۔"

" لیکن اس اشتہار کا مطلب کیا ہے؟"

" یہی تو دیکھنے کے لیے آئے ہیں میرے دوست۔ آؤ۔"

موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے وہ اندر داخل ہوئے، دائیں طرف ایک بڑا کمرہ تھا — اس پر بھی بٹوانا اینڈ کو کا بورڈ لگا تھا — وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے، اندر ایک بڑی سی میز کے دوسری طرف ایک کرسی پر ادھیڑ عمر کا آدمی بیٹھا نظر آیا — اس کی آنکھیں بند تھیں — شاید وہ نیند میں تھا:

" جی — وہ سنیے۔" ٹی ایس ایم کھنکار کر بولا۔

" کیا سنوں — ہیں جی — آپ نے کیا کہا؟" وہ ہڑبڑا اٹھا، جلدی جلدی آنکھیں ملنے لگا۔

" میں نے کہا تھا — جی — وہ سنیے۔"

" ہاں سنائیے۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہم وہ اشتہار دیکھ کر آئے ہیں۔"

"اشتہار پڑھ کر آئے ہیں — دیکھ کر نہیں — خیر اب آ ہی گئے ہیں تو سُن لیں — اشتہار پڑھ کر اب تک اَن گنت لوگ آ چکے ہیں ۔ لیکن امتحان میں کوئی پُورا نہیں اُترا — اور آپ تو ابھی ہیں ہی کل کے بچّے — اور پھر اپنے لیے ہم کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔"

"میں نے یہ صرف اپنے لیے نہیں — اپنے ساتھی کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔" ٹی ایس ایم نے منہ بنایا۔

"ساتھی — کون ساتھی — کہاں ہے ساتھی — کس ساتھی کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"ڈیر چم پانگ — ذرا انہیں اپنی آواز سنانا۔" وہ مسکرایا۔

"لل — لیکن میرا نام تو صرف چم پانگ ہے — ڈیر چم پانگ نہیں۔" جنّ فوراً بولا۔

"ارے باپ رے — یہ — یہ کون بولا؟" ادھیڑ عمر آدمی گھبرا گیا۔

"وہ جس کے لیے میں نے لفظ "ہم" بولا تھا۔"

"لل — لیکن یہ صاحب مجھے نظر کیوں نہیں آ رہے۔"

"جنّ انسانوں کو نظر نہیں آتے — میرا ساتھی ایک جنّ ہے۔"

"کیا!!!" وہ اُچھل کر کھڑا ہو گیا — چہرے پر خوف ہی

خوف نظر آیا۔

"لیکن — آپ کو ڈرنے کی — یا گھبرانے کی — بلکہ پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں — یہ میرے دوست ہیں، اور ہم مل کر یہ ٹھیکا لینا چاہتے ہیں۔"

"اوہ — اوہ — میرا خیال ہے — مجھے مسٹر راجا سے بات کرنا چاہیے۔"

"راجا کون؟" ٹی ایس ایم نے کہا۔

"فرم کے مالک مسٹر راجا ہیں۔"

"تو پھر بات کریں۔" اس نے منہ بنایا۔

اس نے فون پر بات کی اور پھر ان سے بولا — "برامدے میں سیدھے چلے جائیں — آخر میں سیڑھیاں نظر آئیں گی — ان پر چڑھ کر دائیں ہاتھ پہلے کمرے کے دروازے پر دستک دیجیے گا۔"

"بہت بہتر! شکریہ!"

دونوں باہر نکل کر اس کمرے تک پہنچے — ٹی ایس ایم نے دستک دی:

"آ جائیں۔" اندر سے بھاری بھرکم آواز میں کہا گیا۔

دونوں اندر داخل ہوئے۔ بہت وزنی میز کے دوسری طرف ایک لمبا چوڑا آدمی بیٹھا تھا:

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے ساتھی ایک جنّ ہیں۔"

"ہاں جناب! یہ بالکل درست ہے۔" ٹی ایس ایم نے کہا۔

"ذرا مجھے بھی ان کی آواز سنائیں۔"

"برادرِ عزیز — مسٹر راجا سے بات کریں — تاکہ ان کا اطمینان ہو جائے۔"

"ضرور! کیوں نہیں — مسٹر راجا — میں آپ کے سامنے موجود ہوں — فرمائیے — ہم آپ کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

"کیا میں آپ کو چھو سکتا ہوں۔"

"نہیں! آپ مجھے چھو کر محسوس نہیں کر سکتے — نہ دیکھ سکتے ہیں، صرف سُن کر محسوس کر سکتے ہیں۔"

"اچھا خیر — کیا آپ یہ ٹھیکا لینے کے ارادے سے یہاں آئے ہیں؟"

"ہاں! ہمارا خیال ہے، ہم آپ کا کام کر سکیں گے۔"

"خیال تو کچھ کچھ میرا بھی یہی بن رہا ہے — بہر حال — آپ اپنے تجربات بیان کریں۔"

"تجربات۔" ٹی ایس ایم نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! تجربات — کیا آپ نے ہمارا اشتہار نہیں پڑھا؟" اس نے منہ بنایا۔

"نہ پڑھا ہوتا تو یہاں کیوں آتے مسٹر راجا؟"

"کیا اشتہار میں صرف تجربہ کار حضرات کو زحمت کرنے کی دعوت نہیں دی گئی؟" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"ہاں! دی گئی ہے — تو پھر؟"

"لہٰذا آپ اپنے تجربات بیان کریں۔"

"اچھی بات ہے — برادر چم پانگ — تجربات بیان کریں۔"

"گگ — کیا کہا — چم پانگ — نن نہیں۔" راجا نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے — آپ خوف زدہ کیوں ہو گئے؟"

"اور میں کیا کروں — میرا مطلب ہے — اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"یہ جو بات بھی ہوئی — میں بعد میں بتاؤں گا، آپ پہلے تجربات بیان کریں۔"

"ہم ہر قسم کے جاسوسی کے کام کر چکے ہیں — اور آپ جانتے ہی ہیں، جاسوسی کے کاموں میں خطرات ہی خطرات ہوتے ہیں۔"

"چلیے مان لیا — اور کوئی بات۔"

"ہم نے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لی ہے۔"

"مان لیا — اور کوئی بات۔"

"بڑے بڑے مجرموں کو گنی کے ناچ نچائے ہیں۔" چم پانگ نے کہا۔

"مان لیا — اور کوئی بات۔"

"اور آخر آپ کیا سننا چاہتے ہیں؟"

"آپس کی بات ہے — آپ خود کھل کر بتائیں، ورنہ انٹرویو میں رہ جائیں گے۔"

"اور کیا کھل کر بتائیں — یہ بات آپ کھل کر بتا دیں نا۔" ٹی ایس ایم نے جھلا کر کہا۔

"تجربات آپ کو بتانا ہیں، مجھے نہیں — سمجھے جناب۔"

"اچھی بات ہے — اب سنیے — ہم دونوں مل کر اس وقت تک صرف پینتالیس آدمیوں کو قتل کر چکے ہیں اور پولیس ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکی — اس لیے کہ اصل کام تو میرے ساتھی جن کرتے ہیں — میں تو اس جگہ اس وقت موجود نہیں ہوتا — میں اس وقت کسی پولیس والے کے ساتھ ہنس کھیل رہا ہوتا ہوں — تاکہ وہ بعد میں گواہی دے سکے کہ میں تو اس کے ساتھ تھا۔"

"بہت خوب! اب آئے ہو ذرا لائن پر، اس قسم کے کچھ اور تجربات نام لے کر — ان لوگوں کے نام جن کو تم نے اب تک ہلاک کیا ہے۔"

"اچھی بات ہے — سنیے نام۔"

ٹی ایس ایم نے ان گنت نام منہ سے اگل دیے —

"آپ کو ان کے نام پتے لکھوانا ہوں گے۔"

"مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی — پتے والی فائل آیندہ ملاقات میں پیش کروں گا۔" اس نے منہ بنایا۔

"خیر۔ یونہی سہی — اب باقی باتیں آیندہ ملاقات پر ہوں گی۔"

"کیا مطلب — جب تک ہم پتے پیش نہیں کر دیتے — آپ ہمیں ٹھیکا نہیں دیں گے۔"

"نہیں — ہرگز نہیں۔" اس نے پُر زور انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے — ہم ابھی فائل لے کر آتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے — تشریف لے جائیے اور اگر پتے نہ لا سکیں تو پھر ادھر کا رخ نہ کیجیے گا۔"

"بہت بہتر!" اس نے کہا اور پھر دونوں باہر نکل آئے —

ایک پبلک فون بوتھ سے انھوں نے انسپکٹر جمشید کو فون کیا:

"یس — سر — یہ میں ہوں — ٹوانا اینڈ کو۔" ٹی ایس ایم نے گھبرا کر کہا۔

"کیا کہا — ٹوانا اینڈ کو — یار کیوں جھوٹ بولتے ہو — تم تو وہ پی ایس ایم۔" وہ بولے۔

"جی نہیں — آپ بھی بھول گئے — ٹی ایس ایم۔"

" تو اتنا مشکل نام رکھنے کی ضرورت کیا تھی۔"

" یہ ضرورت مجھے نہیں — کسی اور کو پیش آ گئی تھی — وہ صاحب چاہتے ہیں — بس میرا نام کہیں مشہور نہ ہو جائے۔"

" پتا نہیں — تم کیا کہ رہے ہو — خیر یہ بتاؤ — فون کیوں کیا ہے — یہ بات میں پھر کسی وقت پوچھوں گا — کہ وہ ضرورت کیسے اور کیوں پیش آئی تھی۔"

" مقتولوں کی ایک پوری فائل چاہیے — جن کے قاتلوں کا آج تک سراغ نہ لگایا جا سکا ہو — اور ان کے پتے بھی ساتھ ہوں۔"

" ایسی کسی فائل کی جناب کو کیا ضرورت پیش آ گئی؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا۔

" آپ کو اخبار میں شائع ہونے والا ایک اشتہار سناتا ہوں۔" اس نے کہا اور جیب سے اخبار نکال کر اشتہار سنا ڈالا — پھر اس نے کہا:

" میں اپنے ساتھ چم پانگ کو لے کر..."

" چم پانگ کون؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

" میرے ساتھی کرائے دار جن" کا نام ہے۔" اس نے جلدی سے کہا۔

" اوہ اچھا — چم پانگ — بڑا شان دار سا نام ہے — خیر آگے کہو۔"

" میں نے اس اشتہار کی رُوح کو سمجھ کر اس کمپنی کے مالک سے مُلاقات کی — اس نے سوال کیا کہ ہم اپنے تجربات بیان کریں، ہم نے اِدھر اُدھر تجربات کہ سُنائے — لیکن دال نہ گلی — آخر کار میں نے کہا کہ ہم نے پینتالیس قتل کیے ہیں، تب جا کر وہ چونکا، لیکن اب وہ کہتا ہے — اس بات کا ثبوت کیا ہے — ان مقتولوں کے نام اور پتے کیا ہیں — میں نے نام تو بول دیئے — پتے کیسے لکھواتا۔"

" لیکن تمھیں نام بھی نہیں لکھوانے چاہییں تھے — اب ان ناموں کے پتے تو میں تمھیں دینے سے رہا۔"

" لیکن آپ اور مقتولین کے نام اور پتے تو دے سکتے ہیں۔" وہ جلدی سے بولا۔

" ہاں! کیوں نہیں۔"

عین اس وقت انسپکٹر جمشید نے ٹی ایس ایم کی خوف میں ڈوبی آواز سُنی —

چم پانگ

" گگ — کیا بات ہے ٹی ایس ایم — خیر تو ہے ؟"

" ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ہے سر — گویا وہ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اب میں کیا کرتا ہوں — کہاں جاتا ہوں — نام اور پتے کہاں سے حاصل کرتا ہوں — اس طرح تو بھانڈا پھوٹ جائے گا — اس فون بوتھ کے سامنے ایک سیاہ کار میں چار زہریلے قسم کے لوگ موجود ہیں — اس سیاہ کار کو میں اپنے پیچھے پہلے ہی دیکھ چکا ہوں ۔"

" گھبرانے کی ضرورت نہیں — بالکل پُرسکون رہو — فون بوتھ سے سیدھے اپنے گھر جانا — فائل وہاں تیار ملے گی، لیکن ذرا چکر کاٹ کر جانا — تاکہ مجھے وقت مل جائے — اور ہاں! بٹوانا اینڈ کو کا پتا کیا ہے ؟"

" جی ۲۴۰ راٹن روڈ ۔"

" ٹھیک ہے — میں حرکت میں آ رہا ہوں ۔"

ٹی ایس ایم نے ریسیور رکھ دیا — اور بوتھ سے باہر نکل آیا — اسی وقت چاروں نوجوان اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے — کار سے باہر آتے وہ انھیں دیکھ چکا تھا :

" تم نے فون کسے کیا ہے ؟"

" اپنے ایک ساتھی کو — میں نے اسے ہدایت دی ہے کہ فائل تیار رکھے ۔"

" دیکھو ! اگر تم نے مسٹر راجا کے ساتھ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو پھر تمھاری لاش کسی سڑک کے کنارے پڑی ملے گی ۔"

" گگ — کوئی بات نہیں — میرا ساتھی جنّ اسے گھر پہنچا دے گا ۔"

" کون گھر پہنچا دے گا ؟" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

" میرا ساتھی جنّ ۔" اس نے کہا۔

" کیا مطلب ؟"

" یار جنّ بھائی — ذرا انھیں بتانا ۔"

" لیکن کیا بتاؤں — پہلے تو یہ بتائیں نا ۔" جنّ نے کہا۔

" ارے باپ رے — یہ کون بول رہا ہے ؟"

" جنّ ! میں اسی کی تو بات کر رہا تھا — یہ میری لاش کو میرے گھر پہنچا دے گا — ہاں اور کیا ۔"

" ارے باپ رے — مسٹر راجا نے ہمیں یہ بات کیوں نہیں

بتائی ۔ کہ اس کے ساتھ ایک جنّ بھی ہے۔"

"جاکر پوچھ آؤ ۔ ابھی ہم دفتر سے زیادہ دُور تو نہیں آئے۔" ڈی ایس ایم نے مشورہ دیا۔

"تم پہلے یہ بتاؤ ۔ فون کسے کیا تھا؟"

"جو چیز مسٹر راجا مجھ سے طلب کر رہے ہیں ۔ اس جیسی چیز کوئی اپنے پاس نہیں رکھتا ۔ ورنہ پولیس کسی بھی وقت تلاشی لے کر مجھے گرفتار کر لے گی۔"

"اوہ ہاں! اچھا ایک منٹ ۔ پہلے ہم مسٹر راجا سے بات کر لیں۔" یہ کہہ کر ان میں سے ایک فون بوتھ میں گھس گیا، اس نے جلدی جلدی نمبر گھمائے ۔ کوئی بات کی اور باہر آ کر بولا:

"ٹھیک ہے ۔ تم جا سکتے ہو۔"

"اچھا شکریہ!" ڈی ایس ایم نے کہا اور پھر موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا:

"چم پانگ ۔ آپ میرے ساتھ آ رہے ہیں نا ۔۔۔" ڈی ایس ایم نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں! اور میں کیا کروں گا ۔ لیکن یار ڈی ایس ایم ۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا؟"

"اسے بات بات پر گھبرانے کی بُری عادت ہے ۔ مَیں

خود اس کی اس عادت سے تنگ ہوں۔"

"کیا مطلب ۔ کیا صرف آپ کی آواز گھبراتی ہے ۔ آپ خود نہیں گھبراتے۔"

"نن نہیں تو ۔ کیا آپ نے خود مجھے کبھی گھبراتے دیکھا ہے۔"

"نن ۔ نہیں ۔ واقعی ۔ یہی بات ہے ۔ خیر اب چلیں۔"

وُہ چکر کاٹ کر اپنے گھر کی طرف آئے ۔ موٹر سائیکل باہر ہی کھڑی کی اور اندر داخل ہو گئے ۔ انھیں دروازے پر تالا جوں کا توں لگا ملا تھا ۔ یہ دیکھ کر ان پر مایوسی سوار ہو گئی تھی ۔ وُہ جان گئے تھے کہ ابھی تک انسپکٹر جمشید قاتل نہیں پہنچ سکے ۔

"اب کیا بنے گا؟" چم پانگ بولا۔

"انکل سے ایسی اُمید نہیں تھی۔" ڈی ایس ایم نے منہ بنایا۔

"تو پھر کیسی اُمید تھی؟"

"اب تم بھی دماغ چاٹو گے۔" ڈی ایس ایم جھلا اٹھا۔

"نن نہیں تو ۔ مجھے تو ایسا کوئی شوق نہیں ۔ ویسے میری بیوی میرا دماغ چاٹا کرتی تھی ۔ لہٰذا اب میرے سر پر کوئی بال نہیں ہے۔"

"ہائیں ۔ تو کیا آپ گنجے ہیں ۔ گنجے جنّ۔" ڈی ایس ایم کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"میرا خیال ہے، یہ جو ہم آپ کہہ کر بات کرتے ہیں، یہ کچھ اچھا نہیں لگتا، جس طرح محمود، فاروق اور فرزانہ بات کرتے ہیں نا — تم کہہ کر۔"

"چلو یونہی سہی — مجھے تو خود ان کا طریقہ پسند ہے، لیکن میں ڈرتا تھا، کہیں تم بُرا نہ مان جاؤ۔"

"نہیں — بُرا ماننے کی — ارے — وہ — وہ کیا ہے؟" چم پانگ نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

"کک — کہاں کیا پڑا ہے؟"

"ارے بھئی — وہ میری میز پر۔"

"ارے ہائیں — یہ — یہ تو ایک عدد فائل ہے — کیا یہ تمھاری ہے بھائی چم پانگ؟"

"اگر میری ہوتی تو میں اس کو دیکھ کر چونکتا کیوں۔"

"ہوں — بات معقول ہے۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ فائل کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایسے مقتولوں کے نام اور پتے تھے کہ — جن کے قاتلوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا تھا۔

"انکل بھی کمال کی چیز ہیں — میرا خیال ہے — اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" ٹی ایس ایم نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔" چم پانگ کی آواز سنائی دی۔

دونوں فوراً باہر نکلے اور ان کا واپسی کا سفر شروع ہوا۔ بٹوانا اینڈ کو

کے دفتر میں انھیں وہ ادھیڑ عمر بوڑھا دکھائی نہ دیا — دفتر خالی پڑا تھا۔

"شاید بڑے میاں مسٹر راجا کے کمرے میں ہیں — آؤ — اب اجازت کی کیا ضرورت ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" جنّ بولا۔

دونوں راجا کے کمرے تک پہنچ گئے، لیکن وہاں بھی ایک بڑا سا تالا لگا ہوا تھا، البتّہ دروازے پر ایک کاغذ چپکا دیا گیا تھا — اس پر لکھا تھا — فائل لائے ہو تو اس بٹوانا اینڈ کو کی دوسری شاخ نون روڈ ۱۱۱ پر آ جاؤ۔"

"یہ لوگ بہت چالاک ہیں — ہم یہاں پولیس کو لے کر آ سکتے ہیں — اب یہاں ان کا کوئی ساتھی چھپ کر دیکھے گا کہ ہم اکیلے آتے ہیں یا پولیس کو لے کر — اور دوسرے نمبر پر فون کر کے مسٹر راجا کو اطلاع دے گا — آؤ چلیں۔"

"چکر سا لگتا ہے — میرا خیال ہے — ہمیں اس سے الگ ہو جانا چاہیے — باقی کام محمود، فاروق اور فرزانہ کریں گے۔" چم پانگ کی ڈری ڈری آواز سنائی دی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جنّ بھی بزدل ہوتے ہوں گے۔"

"اوہو — میں تمھارے لیے فکر مند ہوں۔"

"تو کیا آڑے وقت میں تم میری مدد نہیں کرو گے؟" وہ جلا اُٹھا۔

"مجھ سے جو ہو سکا، کروں گا۔"

"تو پھر ڈرنا کیا۔"

وہ نون روڈ پر پہنچے — عمارت نمبر ۱۱۱ تلاش کی گئی — لیکن وہاں اس نمبر کی کوئی عمارت نہیں تھی — ڈھونڈ ڈھونڈ کر جب تھک گئے تو اچانک سیاہ کار نظر آئی — اس میں وہی چار غنڈے بیٹھے تھے —

"ہمارے پیچھے آئیں — ہم آپ کو ۱۱۱ تک پہنچا دیتے ہیں۔" ایک بولا۔

"آخر اس قدر گھماؤ پھراؤ کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس ضرورت کی وضاحت مسٹر راجا کریں گے — ہم کچھ نہیں جانتے۔"

اور پھر وہ سیاہ کار کے پیچھے چلتے ایک عمارت تک پہنچے، اس کے دروازے پر کہیں ۱۱۱ نمبر لکھا نظر نہ آیا —

"اس پر تو ۱۱۱ نمبر نہیں لکھا ہوا۔"

"آپ کو اس سے کیا — آپ اندر جائیں — مسٹر راجا اندر موجود ہیں۔"

وہ اندر داخل ہوئے — دائیں طرف ایک کمرہ تھا — اس کمرے میں وہی ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا تھا — انھیں دیکھ

کر مسکرایا:

"کیسے فائل لے آئے؟"

"ہاں! لے آئے۔"

"شکریہ! سیدھے چلے جائیں — برامدے کا آخری کمرہ مسٹر راجا کا ہے۔"

آخر وہ اس کمرے میں داخل ہوئے — اندر راجا موجود تھا — ان پر ایک گہری نظر ڈال کر وہ بولا:

"کچھ گھماؤ پھراؤ لگتا ہے۔"

"کیا مطلب — کیسا گھماؤ پھراؤ؟"

"تم نے میرے دفتر سے نکل کر ایک پبلک فون بوتھ سے کسی کو فون کیا، پھر چکر کاٹ کر اپنے گھر پہنچے — حالانکہ اگر تم سیدھا راستا اختیار کرتے — تو صرف آدھ گھنٹے میں گھر پہنچ سکتے تھے، ان دو باتوں کی وضاحت کر دو، پھر ہم بات کریں گے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ فائل میں اپنے پاس نہیں رکھتا — ایک دوست کے پاس تھی — میں نے اس کو فون کیا تھا کہ فائل میرے گھر پہنچا دے — میرے گھر کی چابی اس کے پاس ہے — لہٰذا اس نے فائل پہنچا دی — اس کام میں کچھ وقت تو لگنا تھا — لہٰذا میں چکر کاٹ کر وہاں پہنچا،

مجھے معلوم تھا کہ آپ کے آدمی میرا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"ہوں اچھا ۔ اب آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں۔"

یہ کہہ کر اس نے فائل اٹھالی ۔ اور نام پڑھنے لگا ۔ پھر دائیں طرف رکھے کمپیوٹر کا بٹن آن کیا ۔ اس کی سکرین روشن ہو گئی ۔ وہ جلدی جلدی کمپیوٹر پر کام کرنے لگا ۔ سکرین پر نام نظر آتے چلے گئے ۔ آخر اس نے اپنا کام ختم کر لیا اور مسکرا کر بولا :

"ہمارا کمپیوٹر تمھاری اس فائل کی تصدیق کرتا ہے ۔ یعنی ان ناموں اور پتوں کے لوگوں کو واقعی قتل کیا گیا تھا ۔ اور ان کے قاتل پکڑے نہیں گئے تھے ۔ اس کا مطلب ہے، تم درست آدمی ہو ۔ اب ہم معاملے کی بات کریں گے ۔

میں جن لوگوں کو قتل کروانا چاہتا ہوں ۔ ان کے قتل کا شبہ فوراً مجھ پر کیا جائے گا ۔ اس لیے میں یہ کام اپنے آدمیوں سے نہیں لے سکتا ۔ نہ خود کر سکتا ہوں ۔ بلکہ پروگرام کے مطابق میں اور میرے ساتھی اس روز ایک دعوت میں شریک ہوں گے ۔ وہاں پروگرام کی باقاعدہ فلم بنے گی ۔ اس فلم میں میری اور میرے ساتھیوں کی صورتیں خاص طور پر دکھائی دیں گی ۔ اس دعوت میں کئی مجسٹریٹ اور بڑے بڑے آفیسر آئیں گے ۔ میں ان سے ملاقات کروں گا ۔

میرے ساتھ میرے خاص آدمی بھی ہوں گے ۔ اس طرح میں عدالت میں کہہ سکوں گا کہ میں تو اس دن ان لوگوں کے ساتھ تھا ۔ اور میں نے فلاں فلاں بڑے آدمی سے ملاقات کی تھی ۔ اور میں تمام وقت وہاں رہا ، کیونکہ رخصت کے وقت بھی میں نے ان سے ملاقات کی تھی۔"

"بہت خوب ! آپ بہت ذہین ہیں ۔ فرمائیے کس کو ٹھکانے لگانا ہے اور کب؟"

"میں ان کے نام پتے اور دوسری تمام معلومات آپ کو دوں گا ، لیکن ہر کام وقت اور پروگرام کے مطابق طے ہونا چاہیے ۔ پورے ایک گھر کو ختم کرنا ہے ۔ اس گھر کے دس افراد ہیں ۔ اب آپ پہلے اپنا معاوضہ بتائیں۔"

"دس آدمیوں کا پورا ایک گھرانہ ختم کرنا ہے ۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے ۔ ایک کروڑ روپیہ۔" ٹی ایس ایم نے کہا۔

"ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا ۔ پروگرام کی تمام تفصیلات تحریری طور پر آپ کو مل جائیں گی ۔ نام وغیرہ بھی اسی وقت مل جائیں گے ۔ اب آپ جائیں۔"

"کیا فرمایا ۔ اب ہم جائیں ۔ لیکن ابھی آپ نے یہ کب طے کیا ہے کہ معاوضہ کب ملے گا۔"

"جس وقت آپ کو سارے پروگرام کی تفصیلات ملیں گی ۔

اس روز ایک کروڑ روپے کا چیک ساتھ ملے گا — چیک اوپن ہو گا — اب آپ جائیں۔"

"لیکن پروگرام کس دن کا ہے؟"

"یہ آپ کو اِس وقت نہیں، اُس وقت بتایا جائے گا۔"

"اور اس گھرانے کا نام اور پتا؟"

"یہ بھی آپ کو اسی وقت بتایا جائے گا — اب آپ جائیں۔"

"آؤ بھئی چم پانگ چلیں۔"

"آپ جانے سے پہلے یہ بتا دیں — آپ ذہنی طور پر تیار ہیں نا؟"

"ہاں بالکل — آپ فکر نہ کریں۔"

اور وہ باہر نکل آئے:

"یار چم پانگ — یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔"

"لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

"کرنا کرانا کیا ہے — یہاں سے سیدھے گھر جائیں گے — اور جا کر انکل کو اطلاع دیں گے — اب ہمیں کیا پتا — یہ خوفناک انسان کن بے چاروں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا ہے اور کیوں؟"

"کاش — یہ کم از کم ان کے نام اور پتے بتا دیتا، ہم انھیں ہوشیار کر دیتے۔"

"یہ لوگ کم چالاک نہیں ہیں — آخر انھیں بھی تو اپنا بچاؤ کرنا ہے۔" ٹی ایس ایم نے کہا۔

اور پھر وہ اپنے گھر کا دروازے پر پہنچ گئے — دوسرے ہی لمحے وہ دھک سے رہ گئے — دروازہ کھلا پڑا تھا، یعنی تالا توڑ یا کھول دیا گیا تھا۔

"یا اللہ رحم۔" ٹی ایس ایم کے منہ سے نکلا۔

پھر وہ اندر داخل ہوئے — پورے گھر کی ہر چیز کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا گیا تھا، اوپر والی منزل کا بھی وہی حال تھا — جو نیچے نظر آیا تھا — گویا بہت زبردست طریقے سے تلاشی لی گئی تھی —

"یہ کارروائی ضرور مسٹر راجا کے آدمیوں کی ہے — وہ ہمارے بارے میں پوری طرح اطمینان کر لینا چاہتا ہے — سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کیا کریں؟"

"ہم کیا کریں — انسپکٹر جمشید صاحب کو فون کرتے ہیں اور کیا کرنا ہے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

ٹی ایس ایم تیزی سے فون کی طرف بڑھا — اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر اچھل پڑا:

"اب کیا ہوا؟" چم پانگ نے فوراً کہا۔

"فون بند ہے — شاید انھوں نے فون بھی بے کار کر دیا ہے، گویا ہمیں کسی کو کچھ بتانے کے لیے اب گھر سے باہر جانا ہوگا اور اس طرح وہ جان جائیں گے کہ ہم نے کس سے ملاقات کی ہے۔"

"اوہ!" چم پانگ کے منہ سے نکلا۔

عین اسی لمحے ان کے دروازے پر دستک ہوئی۔

ایک نہیں دو

"یا اللہ رحم — اب کون آگیا۔" چم پانگ نے گھبرا کر کہا۔

"تم بھول رہے ہو چم پانگ، تم ایک جنّ ہو — آنے والے بھلا تمھارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔"

"میں اپنی وجہ سے نہیں، تمھاری وجہ سے گھبرا رہا ہوں۔"

"میں اِدھر اُدھر چھپنے کی کوشش کرتا ہوں — تم دیکھو، دروازے پر کون ہے۔"

"تو میں دروازہ کھولے بغیر چھت کے ذریعے باہر چلا جاتا ہوں۔" جنّ بولا۔

"اوہ ہاں! میں بھی یہ بھول جاتا ہوں کہ میرا ساتھی ایک جنّ ہے — جلدی کرو۔"

چم پانگ اُڑ کر مکان سے اُوپر نکل گیا، پھر دروازے پر اُتر آیا — اس نے دیکھا، دو غنڈہ صورت آدمی پستول لیے کھڑے تھے —

"فرمائیے — آپ کو کس سے ملنا ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں؟"
چم پانگ نے گرج دار آواز منہ سے نکالی — یہ صحیح معنوں میں جن کی آواز تھی — اس میں بادلوں کی سی کڑک تھی ۔

"گ — کون — کون؟"

وہ بوکھلا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے —

"خادم کو چم پانگ جن کہتے ہیں — آپ فرمائیں۔"

"ہمیں سی ایس ایم سے ملنا ہے۔"

"سی ایس ایم نہیں — ٹی ایس ایم — وہ اندر ہیں — آپ مجھ سے کہہ دیں۔"

"ہم تفصیلات لے آئے ہیں — مسٹر راجا نے بھیجا ہے ہمیں۔" ایک بولا۔

"تو پھر ہاتھوں میں پستول کیوں ہیں؟"

"احتیاط کے طور پر — کوئی دشمن بھی تو حملہ کر سکتا ہے۔"

"اوہ اچھا — میں ٹی ایس ایم صاحب کو بلاتا ہوں، میرا مطلب ہے، دروازہ کھولتا ہوں۔"

یہ کہہ کر چم پانگ اُڑا اور اندر پہنچا —

"باہر دو غنڈے موجود ہیں — ان کے ہاتھوں میں پستول ہیں، ان کا کہنا ہے — انھیں مسٹر راجا نے تفصیلات دے کر بھیجا ہے۔"

"اوہ! تب تو ان سے ملاقات کرنا ہو گی۔"

"بالکل — ان سے ڈرنے کی یوں بھی کوئی بات نہیں — انھیں تو میری گرج دار آواز ہی ڈرا دے گی۔"

"آؤ پھر۔"

دونوں دروازے پر آئے اور بے دھڑک اس کو کھول دیا — ساتھ ہی دونوں غنڈوں نے ٹریگر دبا دیے — ان سے سفید رنگ کی گیس نکلی — ٹی ایس ایم کو سانس رکتا محسوس ہوا:

"چم پانگ — مم — گیا۔"

لیکن چم پانگ تو اس سے پہلے بے ہوش ہو چکا تھا —

O

"ہاں بھئی — کیا رپورٹ ہے؟"

"ٹی ایس ایم کو اغوا کیا جا چکا ہے — واٹن روڈ پر بٹوانا اینڈ کو میں اب کوئی نہیں ہے — البتہ بورڈ جوں کے توں لگے ہوتے ہیں — نون روڈ پر بھی اب کوئی نہیں ہے۔" اکرام نے جلدی جلدی بتایا۔

"تب پھر — تم لوگوں نے کیا کیا؟"

"اغوا کرنے والوں کا تعاقب — ٹی ایس ایم کو جنگل میں

ایک عمارت میں رکھا گیا ہے — وہاں صرف وہی غنڈے ہیں — جو انھیں لے گئے ہیں۔"

"لیکن تم تو پہلے سے تعاقب شروع کر چکے تھے، پھر مسٹر راجا اور وہ ادھیڑ عمر آدمی کہاں غائب ہو گئے؟"

"راٹن روڈ سے نکل کر وہ نون روڈ ضرور گئے تھے — لیکن نون روڈ والی عمارت سے انھیں ہم نکلتے ہوئے نہیں دیکھ سکے — دراصل اس عمارت کے دوسری طرف کئی اور دروازے نکلتے ہیں — ہمیں ان دروازوں کا کوئی علم نہیں تھا، اس لیے ایسا ہوا۔"

"خیر کوئی بات نہیں — اس عمارت کی تو نگرانی ہو رہی ہے نا — جس میں ٹی ایس ایم کو رکھا گیا ہے۔"

"یس سر — اس طرف سے آپ بے فکر رہیں۔" اکرام بولا۔

"آؤ پھر چلیں۔"

وہ اسی وقت جنگل والی عمارت تک پہنچے — غنڈوں پر فوراً قابو پا لیا گیا — انھیں باندھ کر اندر لایا گیا — ٹی ایس ایم اب ہوش میں تھا۔

"ہاں! ساری تفصیلات جلدی سے بتا دو۔"

اس نے ہر بات دہرا دی:

"اس کا مطلب ہے — مجرم کسی پورے گھرانے کو ختم

کرنے پر تُلا ہے اور قتل والے روز وہ بڑے لوگوں کی دعوت میں شریک ہوگا — تب پھر یہ آدمی بھی فرضی تھا، کرائے کا تھا۔"

"جی — کیا مطلب؟"

"بٹوانا اینڈ کو ایک فرضی ادارہ بنایا گیا — وہ اشتہار دیا گیا — تاکہ کرائے کا کوئی قاتل اسے میسر آ جائے — صرف اس غرض کے لیے یہ سارا چکر چلایا گیا — لیکن کوئی آدمی اس کام پر یا تو آمادہ نہ ہوا — یا کوئی ڈھنگ کا آدمی ملا نہیں — ایسے میں تم آڑے آ گئے — لیکن شاید انھیں تمھارے بارے میں بھی پتا چل گیا کہ تم ہمارے آدمی ہو — لہٰذا وہ غائب ہو گئے — اور ساتھ میں کچھ وقت کے لیے انھوں نے تمھیں بھی غائب کر دیا — جب کہ اس کی ضرورت نہیں تھی — آؤ اب چلیں۔"

"پتا نہیں بھائی چم پانگ کا کیا حال ہوگا۔"

"اس کی بھی خبر لے لیتے ہیں۔"

وہ وہاں سے پہلے ٹی ایس ایم کے گھر آئے:

"یار بھائی — چم پانگ — تم ہوش میں تو ہو۔"

"ابھی ابھی تمھیں ہر طرف تلاش کر کے آیا ہوں — افسوس! تلاش نہیں کر سکا۔"

"خیر — کوئی بات نہیں — میں آ ہی گیا ہوں۔"

"اب تم آرام کرو — باقی معاملات ہم دیکھ لیں گے۔"

"جیسے آپ کی مرضی — ویسے تو میں چاہتا تھا — اس سارے معاملے میں آپ کے ساتھ رہوں، کیوں کہ مارے سسپنس کے میرا بُرا حال ہے۔"

"خیر — تم چاہو تو ساتھ آ جاؤ — محمود، فاروق اور فرزانہ سکول سے آ چکے ہیں — ان سے بھی اس کیس پر بات ہو جائے گی۔"

"بالکل ٹھیک۔"

وہ گھر آ گئے — محمود، فاروق اور فرزانہ انھیں دیکھ کر چونکے:

"آج آپ جلدی سے آ گئے ابا جان — اور ساتھ میں برادر ٹی ایم ایس کو بھی لے آئے۔"

"آج ایک چکر کی ابتدا بے چارے ٹی ایس ایم سے ہوئی ہے، اس لیے یہ تمھیں میرے ساتھ نظر آ رہے ہیں۔"

"اوہ اچھا — تب تو پھر ہمیں بھی بتا دیں — چکر کیا ہے؟"

"سب سے پہلے تو تم تمام اخبارات میں یہ دیکھ ڈالو کہ آج شہر میں بڑے بڑے لوگوں کی کوئی تقریب تو نہیں ہے۔"

"جی اچھا۔" انھوں نے لائبریری کی طرف دوڑ لگا دی —

تمام اخبارات چھان مارے، لیکن کہیں کسی پارٹی کی کوئی خبر نہیں تھی:

"تب تو کم از کم ہمیں ایک دن مل گیا۔"

"جی کیا مطلب؟"

"تمھیں ساری بات بتاتے ہیں — بیٹھ جاؤ۔"

اور پھر ایک ایک بات انھیں بھی بتائی گئی — سُن کر وہ سوچ میں ڈوب گئے:

"مطلب یہ کہ کوئی نامعلوم شخص ایک پورے گھرانے کو ختم کرنے پر تُلا ہوا ہے — اور ایسا اس دن ہو گا — جب کہ شہر میں کوئی خاص دعوت دی جا رہی ہو گی — بڑے بڑے لوگوں کی دعوت — اس کا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ قاتل بھی کوئی بڑا آدمی ہی ہے، ورنہ کسی چھوٹے سے ایسی دعوتوں میں کون ملاقاتیں کرتا ہے — اور کون اسے یاد رکھتا ہے۔" فرزانہ نے سوچ میں گم ہو کر کہا۔

"وہ دعوت آج نہیں تو کل ہو گی — لہٰذا ہمیں جلد از جلد اس شخص کا سراغ لگانا ہو گا، لیکن سراغ لگانے کے لیے ہمارے پاس لے دے کے ہے کیا — واٹن روڈ کی وہ عمارت جس پر بٹوانا اینڈ کو کا بورڈ لگا ہوا تھا، یا پھر نون روڈ والی عمارت — ان دونوں جگہوں پر ٹی ایس ایم کو ایک ادھیڑ عمر آدمی ملا تھا، جس کا ہمیں نام معلوم نہیں — دوسرا آدمی

مسٹر راجا تھا — یا پھر وُہ چار غنڈے اور اس کے بعد دو غنڈے ٹی ایس ایم کے دروازے پر نظر آئے تھے۔ پیچھے کے چھے غنڈے تو بالکل کرائے کے آدمی ہیں — ان سے تو کوئی مدد ملے گی نہیں — وُہ ادھیڑ عمر اور راجا مل جائیں تو ہم کوئی سُراغ لگا سکیں — لہٰذا سب سے پہلے ہم چلتے ہیں راٹن روڈ۔" انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

اور پھر وُہ راٹن روڈ والی عمارت کے سامنے اُترے — عمارت کے دروازے پر اب تالا لگا ہوا تھا — محمود نے دائیں طرف والی عمارت کے دروازے پر دستک دی — ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا:

"جی فرمائیے۔"

"یہاں تھوڑی دیر پہلے بٹوانا اینڈ کو کا دفتر تھا — اب تالا لگا ہوا ہے۔"

"جی ہاں! وہ لوگ یہ عمارت چھوڑ کر چلے گئے — ابھی چند دن پہلے ہی کرائے پر لی تھی — آج یہ کہ کر چلے گئے کہ انھیں ایک اور اچھی جگہ مل گئی ہے۔"

"تو کیا آپ ہی اس عمارت کے مالک ہیں؟"

"ہاں!" اس نے بتایا۔

"جاتے ہوئے وُہ لوگ اپنا بورڈ اتار کر نہیں لے گئے؟"

"یہ بورڈ انھوں نے نہیں لگایا تھا — بہت پہلے کا لگا ہوا ہے — یہ جس نے لگایا تھا — وہ جب چھوڑ کر گیا، بورڈ اُتار کر نہیں لے گیا تھا — بس اسی وقت سے یہ لگا چلا آ رہا ہے۔"

"حیرت ہے — ان لوگوں نے تو اس نام سے اخبار میں ایک اشتہار تک دیا ہے۔"

"پتا دینے کے لیے انھوں نے یہی نام استعمال کر لیا ہوگا۔" اس نے کہا۔

"ہوں خیر — جانے سے پہلے وہ آپ کا حساب کتاب تو دے کر گئے ہوں گے؟"

"جی ہاں بالکل۔"

"شکریہ! آؤ چلیں۔"

اب وہ نون روڈ پہنچے — عمارت نمبر ۱۱۱ کے دروازے پر بھی تالا لگا ہوا تھا — اس عمارت پر کوئی بورڈ نہیں تھا۔ دائیں بائیں سے اس کے کرائے دار کے بارے میں پوچھا گیا تو انھیں معلوم ہوا — نئے کرائے داروں نے جگہ لی تو تھی، لیکن پھر فوراً ہی چھوڑ کر چلے گئے — یہ بات انھیں عمارت کے مالک نے بتائی —

"کیا آپ نے اس عمارت کا کرائے کے لیے اشتہار

دیا تھا؟"

"ہاں آج کے اخبار میں ہی اشتہار شائع ہوا ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

اب انھوں نے اکرام کو فون کیا — جلد ہی اکرام وہاں پہنچ گیا:

"اس عمارت کے دو کمروں سے انگلیوں کے نشانات اٹھانے ہیں — اور اس کے بعد راٹن روڈ کی عمارت نمبر ۲۴۰، جس کے دروازے پر بٹوانا اینڈ کو کا بورڈ لگا ہوا ہے، اس کے دو کمروں سے بھی نشانات اٹھانے ہیں۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت بہتر سر — اور کوئی حکم؟"

"یہ کہ مسٹر راجا نے انھیں فون کر کے بلایا تھا — اور بتایا تھا کہ — ان سے کچھ کام لینا چاہتا ہے، لہٰذا معاوضہ ملے گا — لہٰذا انھوں نے اس کے لیے ابھی ایک دن پہلے کام کرنا شروع کیا تھا۔"

"اور انھیں کار بھی دی تھی۔" وہ حیران ہو کر بولے۔

"ج — جی — کار۔" اکرام ہکلایا۔

"ہاں! ٹی ایس ایم نے انھیں فون بوتھ میں سے دیکھا، تو وہ ایک کار میں نظر آئے تھے۔"

"جی ہاں! سیاہ رنگ کی کار تھی۔" اکرام نے فوراً کہا۔

"ٹی ایس ایم — تم نے اس کا نمبر تو نوٹ نہیں کیا ہوگا؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی — جی نہیں — یہ خیال نہیں آیا۔"

"کچے جاسوس ہو نا، اس لیے — ابھی تمھیں پکنے میں بہت وقت لگے گا۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ — آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں — اکرام ان چار سے اس کار کے بارے میں پوچھو۔"

"اس سے پہلے انکل، نہیں یہ بتا دیں — آپ نے انھیں گرفتار کہاں سے کیا تھا؟"

"جنگل والی عمارت سے — وہیں ٹی ایس ایم کو لے جایا گیا تھا، سادہ لباس والے پہلے ہی ان کی نگرانی کر رہے تھے، لہٰذا انھیں گرفتار کرنا کچھ مشکل ثابت نہ ہوا — لیکن راجا اور ادھیڑ عمر چالاک نکلے — انھوں نے بھانپ لیا کہ انھیں جال میں پھانسا جا رہا ہے — لہٰذا غائب ہو گئے۔"

"لیکن انکل — ہم تو کچے جاسوس ہیں — آپ کے سادہ لباس والوں نے سیاہ کار کا نمبر کیوں نوٹ نہیں کیا؟" ٹی ایس ایم نے مسکرا کر پوچھا۔

"نمبر نوٹ کیے تھے، لیکن کار آمد ثابت نہیں ہوئے — اس لیے کر کاد کرائے کی ہے۔" اکرام نے بتایا۔

"دھت تیرے کی — ان لوگوں نے تو ہمارے لیے کوئی راستا ہی نہیں چھوڑا — اب ہم ان تک پہنچیں تو کیسے؟"

"شاید میں آپ کو، ایک کام کی بات بتا سکتا ہوں۔" ٹی ایس ایم ہکلایا۔

"تو اس میں شاید کہنے کی کیا ضرورت ہے؟" فاروق بولا۔

"اس لیے کہ ہو سکتا ہے — وہ آپ کے نزدیک کام کی بات نہ ہو۔"

"خیر بھئی — تم بتاؤ تو سہی" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"جب مسٹر راجا نے میرے ساتھی جنّ کا نام پوچھا تھا تو ،انے اسے چم پانگ بتایا تھا، کیونکہ جنّ نے بھی مجھے اپنا یہی نام بتایا تھا — یہ نام سُن کر راجا زور سے اچھلا تھا۔"

"کیا مطلب؟" اکرام حیرت زدہ رہ گیا۔

"اور آپ کیوں حیران ہوئے ہیں انکل؟" محمود اکرام کی طرف مڑا —

"اس لیے کہ میں بھی ایک چم پانگ کو جانتا ہوں۔"

"کیا کہا — اکرام — کیا تم بھی کسی چم پانگ نامی جنّ کو جانتے ہو؟" انسپکٹر جمشید دھک سے رہ گئے۔

"جی نہیں — میں چم پانگ نامی ایک انسان کو جانتا ہوں۔"

"بہت خوب! یہ تو واقعی کام کی بات ثابت ہو گئی، جلدی بتاؤ اکرام — وہ کون ہے؟"

"ایک شانئی — اس کی سرگرمیاں بہت پُراسرار ہیں — وہ شانا کا سفارت کار ہے — کئی سرکاری دعوتوں میں اس کی نقل و حرکت پُر اسرار محسوس کی گئی ہے — ان باتوں کی طرف سے جب کچھ لوگوں سے اشارات ملے تو میں نے اپنے آدمیوں کے ذریعے اس کی نگرانی کرائی تھی، لیکن وہ کوئی بات محسوس نہ کر سکے — نہ نوٹ کر سکے۔"

"میرا خیال ہے — ہمیں اس شخص کو چیک کر لینا چاہیے — ہو سکتا ہے — مسٹر راجا اور ادھیڑ عمر کا آدمی ہمیں اس کے پاس مل جائیں۔"

"وہ مارا۔" ٹی ایس ایم نے بلند آواز میں کہا۔

"کک — کیا مار لیا بھئی۔" فرزانہ گھبرا گئی۔

"یہ مسٹر راجا بھی مجھے شانا کا رہنے والا محسوس ہوا تھا۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

انسپکٹر جمشید اچھل کر کھڑے ہو گئے —

وُہ فرار نہ ہو جائے

"آؤ اکرام — جلدی کرو — کہیں وُہ بھی غائب نہ ہو جائے۔"

وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھے۔

"بھئی ٹی ایس ایم — بُرا نہ ماننا — اس وقت تمھارا ساتھ جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا، کیونکہ ہو سکتا ہے، وہاں راجا موجود ہو، اس طرح کھیل خراب ہو سکتا ہے۔"

"اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے سر — میں اچھا ماننے لیتا ہوں۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"میں اچھا ماننے لیتا ہوں — یہ کیا بات ہوئی۔" فاروق نے بھنا کر اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے غور نہیں کیا کہ یہ کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں — یُوں بھی ہم جن حالات میں گھرے ہوئے ہیں — ان حالات میں اس قسم کی باتوں پر غور کیا بھی کیسے جا سکتا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"اچھا تو پھر اب چم پانگ کے ساتھ بیٹھ کر خوب غور

کر لو۔" محمود بولا۔

اتنی دیر میں انسپکٹر جمشید باہر نکل چکے تھے — اور کار میں بیٹھ چکے تھے — وُہ اگر دوڑ نہ لگا دیتے تو انسپکٹر جمشید انھیں بھی چھوڑ کر نکل گئے تھے۔

سفارت خانے کی عمارت کے سامنے انھوں نے کار پارک کی اور آگے بڑھے —

"ہمیں مسٹر چم پانگ سے ملنا ہے — یہ کارڈ ان تک پہنچا دیے جائیں۔" انھوں نے استقبالیہ کلرک سے کہا۔

"ایک منٹ سر۔" وہ بولا اور پھر فون پر رابطہ قائم کرنے کے بعد اس نے کارڈز پر لکھے نام پڑھ دیے، پھر دُوسری طرف کی بات سُن کر اس نے ریسیور رکھ دیا اور باہر کھڑے ایک ملازم سے کہا:

"انھیں مسٹر چم پانگ کے پاس لے جاؤ۔"

"او کے سر۔" اس نے فوراً کہا۔

وُہ اس کے ساتھ چلے — ایک عالی شان کمرے میں داخل ہوئے — اندر ایک ثانئی — ثانئی لباس میں آرام کرسی میں ہلکورے لے رہا تھا — کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا —

"آئیے تشریف رکھیے — اور فرمائیے — کیا خدمت کر

سکتا ہوں۔"

"آپ چم پانگ ہیں؟" انسپکٹر جمشید سرسری انداز میں بولے۔

"ظاہر ہے — آپ مجھ سے ہی ملنے آئے ہیں۔" اس نے ناک چڑھائی — ویسے وہ کافی موٹا تازہ تھا اور ناک چڑھانا اس کے لیے کوئی آسان کام نہیں تھا۔

"شکریہ! آپ کسی مسٹر راجا کو جانتے ہیں؟"

"راجا — نہیں — میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔"

اس دوران فرزانہ کی نظریں ایش ٹرے پر پڑیں — اس کی پیشانی پر لکیریں اُبھر آئیں — اس نے غیر محسوس طور پر ایش ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کو اپنی طرف سرکا لیا — چم پانگ اس کی یہ حرکت نہ دیکھ سکا — وہ اس وقت انسپکٹر جمشید کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔

"ہم یہاں بور ہو رہے ہیں ابا جان — ہم ذرا گھوم پھر کر سفارت خانہ نہ دیکھ لیں — آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا سر؟" یہ کہتے ہوئے فرزانہ نے چم پانگ کی طرف بھی رُخ کیا۔

"اوہ نہیں، اعتراض کیسا؟"

"آؤ بھئی ذرا گھوم آئیں۔" اس نے محمود اور فاروق سے کہا۔

محمود اور فاروق کو غصہ آ گیا، کیونکہ ان سوالات اور جوابات میں وہ بہت دل چسپی محسوس کر رہے تھے اور ذرا بھی بوریت

محسوس نہیں کر رہے تھے، لیکن انھیں اُٹھنا پڑا — باہر نکلتے ہی محمود اس پر برس پڑا:

"آخر اس کی کیا ضرورت تھی؟"

"ضرورت تھی — راجا فرار ہو جائے گا۔"

"کیا کہا — راجا فرار ہو جائے گا — وہ یہاں کہاں؟"

"ہم سے پہلے وہ چم پانگ کے ساتھ کمرے میں تھا۔"

"بھئی کیوں مذاق کرتی ہو۔" فاروق مسکرایا۔

"میری اس بات میں تمھیں مذاق کہاں سے نظر آ گیا؟"

"مذاق میں بس یہی تو بُری بات ہے — وہ نظر تو آتا ہی نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"فرزانہ کی بات سُن لو پہلے — موقعے کی نزاکت کو محسوس کرو۔"

"میرا خیال ہے — ہمیں فوراً عمارت سے باہر نکل جانا چاہیے — اس کے ایک سے زیادہ دروازے ہوں گے، وہ نہ جانے کس دروازے سے نکلے گا — لہٰذا ہمیں ہر دروازے پر موجود ہونا چاہیے۔"

"ہاں! چاہے دروازے چار یا پانچ کیوں نہ ہوں۔" فاروق نے طنزیہ کہا۔

"آؤ — دیکھ لیتے ہیں۔" محمود نے فوراً کہا اور عمارت سے

باہر نکل آئے۔

باہر نکل کر محمود صدر دروازے پر کھڑا ہوا، فاروق اور فرزانہ نے عمارت کے گرد ایک چکر لگایا۔ پچھلی طرف بھی ایک دروازہ تھا۔ فرزانہ نے فاروق کو وہاں چھوڑا اور آگے بڑھ گئی۔ چکر کاٹ کر وہ صدر دروازے تک آگئی۔ گویا صرف دو دروازے تھے۔ محمود اب کافی دور کھڑا تھا، وہ اس کے نزدیک پہنچ کر بولی:

"پچھلی طرف ایک دروازہ اور ہے۔ فاروق کو وہاں چھوڑ آئی ہوں۔ تم یہاں رہو۔ میں اندر جاتی ہوں۔"

"ایک منٹ۔ آخر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ اندر راجا موجود ہے۔" محمود بولا۔

"میں نے کچھ دیکھا ہے۔ بعد میں بتاؤں گی۔"

"لیکن اب تم اندر کیوں جا رہی ہو۔ ہمارے بغیر جب تم اندر جاؤ گی تو مسٹر چم پانگ ہماری طرف سے الجھن میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"میں چم پانگ کے کمرے میں نہیں جا رہی۔ سفارت خانے کو گھوم پھر کر دیکھوں گی۔ شاید کسی جگہ راجا کی موجودگی کے آثار نظر آجائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تین گروپوں میں تقسیم ہو

گئے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"بالکل غلط۔ چار گروپوں میں۔ چوتھا گروپ اس وقت مسٹر چم پانگ سے بات کر رہا ہے۔" وہ مسکرائی اور اندر داخل ہوگئی، وہ اِدھر اُدھر گھومنے لگی، لیکن راجا کے کہیں آثار نظر نہ آئے، کمروں کے اندر تو اسے داخل ہونے کی اجازت تھی نہیں۔ ہر کمرے کے دروازے پر ایک چوکیدار موجود تھا، وہ صرف برامدوں میں یا گراؤنڈ میں گھوم پھر سکتی تھی۔ آخر اس نے چم پانگ کے کمرے کا رخ کیا۔ دروازہ کھلا ہی تھا۔ پھر بھی اس نے رُک کر کہا:

"میں اندر آسکتی ہوں؟"

"اوہ ہاں فرزانہ۔ تم واپس آگئیں۔ محمود اور فاروق کہاں رہ گئے؟" انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہم دراصل الگ الگ ہو گئے تھے۔" فرزانہ نے گول مول انداز میں کہا۔

"خیر۔ آؤ بیٹھو۔ مسٹر چم پانگ کو راجا نامی آدمی کا کوئی پتا نہیں۔ یہ اس نام کے کسی آدمی کو جانتے تک نہیں، ہم نے اپنا اطمینان کر لیا ہے۔ اور اب جانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں، لیکن میں تمھاری وجہ سے رک گیا تھا۔"

"جی! میری وجہ سے؟" وہ چونکی۔

" ہاں ! میرا خیال ہے ــ تم بھی مسٹر جم پانگ سے کچھ کہنا چاہتی ہو؟"

" آپ ــ آپ ٹھیک کہتے ہیں ــ آپ کے اندازوں پر ہمیں ہمیشہ حیرت ہوتی ہے۔"

" تو پھر ــ پوچھ لو ــ جو پوچھنا ہے۔" وہ مسکرائے ، ان کی مسکراہٹ عجیب تھی ــ اکرام نے بھی چونک کر ان کی طرف دیکھا ــ

" ہماری آمد سے پہلے آپ اکیلے بیٹھے تھے یا کسی ملاقاتی سے ملاقات کر رہے تھے؟"

" ایک صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے۔"

" شکریہ ! ان کا نام؟"

" میں اپنے ملاقاتی کا نام کیوں بتاؤں؟" اس نے بھنا کر کہا۔

" کیا وہ ملاقاتی ہماری آمد سے پہلے ہی چلے گئے تھے یا ہمارے یہاں آنے کے بعد گئے ہیں؟"

" پہلے ہی چلے گئے تھے ــ آخر ان باتوں سے حاصل کیا ہے ــ آپ لوگ ہیں کس چکر میں ــ میں کہہ چکا ہوں ، راجا نام کے کسی آدمی کو میں نہیں جانتا۔"

" شکریہ ! اگر آپ اس شخص کا نام بتا دیتے ــ جس سے ہماری آمد سے پہلے بات کر رہے تھے تو ہمیں بہت آسانی

ہو جاتی۔"

" مجھے افسوس ہے ، میں اس کا نام نہیں بتا سکتا۔"

" لیکن میں اس کا نام بتا سکتی ہوں۔"

" کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکا۔

" جی ہاں ! اگر آپ پسند کریں تو میں نام بتا سکتی ہوں آپ کو آپ کے ملاقاتی کا۔"

" آپ ضرورت سے زیادہ شوخی پر اتر آئی ہیں ــ چلیے بتائیے ، میرے ملاقاتی کا نام کیا ہے؟"

" آپ مسٹر راجا سے ملاقات کر رہے تھے۔"

" حد ہو گئی ــ ہے کوئی تُک اس بات کی ــ انسپکٹر صاحب آپ نے اپنی بچی کی بات سنی۔" جم پانگ نے جھلا کر کہا۔

" جی ہاں ! بالکل سنی ہے ــ اس لیے کہ میں نے اتفاق سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں نہیں ٹھونس رکھیں۔"

" اب آپ شوخی پر اتر آئے ہیں ــ میں نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ میں کسی راجا نامی آدمی کو جانتا تک نہیں ــ اور آپ کی بیٹی کہہ رہی ہے کہ میں نے مسٹر راجا سے ملاقات کی ہے۔"

" اگر یہ یہ بات کہہ رہی ہے تو اس کے پاس اپنی بات کا کوئی ثبوت بھی تو ہو گا ــ کوئی دلیل بھی تو ہو گی۔"

"تو پھر ثبوت پیش کریں اور یاد رکھیں ۔۔ اگر آپ اس الزام کو ثابت نہ کر سکے تو پھر میں اس معاملے کو عدالت میں لے جاؤں گا، کیونکہ آپ نے میرا سکون درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے ۔۔ دوسرے مجھے بے ایمان کہا ہے۔"

"چلیے ٹھیک ہے، اگر ہم اپنی بات ثابت نہ کر سکے تو آپ ایسا ضرور کر لیجیے گا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"بہت خوب! اب ذرا ثابت کریں۔"

"آپ کون سا سگریٹ پیتے ہیں؟" فرزانہ بولی۔

"سگریٹ ۔۔ کیا مطلب؟"

"سگریٹ کا مطلب ہے ۔۔ وہ سفید سی کاغذ کی نلکی ۔۔ جس میں تمباکو بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس کے ایک سرے کو دیا سلائی سے سلگایا جاتا ہے ۔۔ دوسرے سرے کو منہ سے لگا کر تمباکو کا دھواں اندر کھینچا جاتا ہے۔"

"حد ہو گئی ۔۔ کیا مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ سگریٹ کیا ہوتا ہے۔" اس نے تلملا کر کہا۔

"آپ نے خود تو کہا تھا کہ ۔۔ سگریٹ ۔۔ کیا مطلب؟" وہ مسکرائی۔

"میں یہ سگریٹ پیتا ہوں۔" اس نے میز کی دراز میں سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر کہا۔

"شکریہ!" فرزانہ نے کہا اور پیکٹ میں سے ایک سگریٹ

نکال لیا:

"مسٹر جم پانگ ۔۔ ذرا اپنی میز پر رکھے ایش ٹرے کو دیکھیے ۔۔ اس میں سگریٹ کے ٹکڑے ایک قسم کے نہیں، دو قسم کے موجود ہیں۔"

"تو پھر ۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے ۔۔ مجھ سے ملنے کے لیے اگر کوئی آتا ہے تو وہ بھی اپنا سگریٹ آخر اسی ایش ٹرے میں بجھاتا ہے ۔۔ کیا اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ میں نے یہاں راجا نامی کسی آدمی سے بات کی تھی۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا خیال ہے انکل ۔۔ کیا مسٹر جم پانگ ٹھیک کہہ رہے ہیں؟" فرزانہ نے مسکرا کر اکرام کی طرف دیکھا۔

"ہاں بالکل ۔۔ فی الحال تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"لیکن انھوں نے یہ کہا ہے کہ ملاقاتی ہم سے پہلے جا چکا ہے۔"

"تو پھر ۔۔ کیا یہ بات غلط ہے؟" اکرام نے کہا۔

"ایش ٹرے میں چار ٹکڑے اسی برانڈ کے ہیں جو یہ پیتے ہیں، لیکن ایک ٹکڑا دوسری قسم کا ہے ۔۔ اور یہ ٹکڑا ابھی تک سلگ رہا ہے ۔۔ مطلب یہ کہ ایش ٹرے میں

اس کو اچھی طرح مسلا نہیں جا سکا — اچھی طرح مسلا نہ جانے
کی وجہ سے یہ سلگ رہا ہے — اب ذرا غور کریں —
سگریٹ کا ٹکڑا آخر کتنی دیر تک سلگ سکتا ہے — کتنی دیر
تو ہمیں ہو گئی یہاں آئے ہوئے — کیا اس کا صاف
مطلب یہ نہیں کہ جب ہم آئے ہیں تو ان کا ملاقاتی
یہیں تھا — ہماری آمد کی وجہ سے اسے یہاں سے ہٹا
دیا گیا — اور وہ یہیں کہیں ہے — اب سوال یہ ہے کہ
اپنے کسی ملاقاتی کو ہم سے چھپانے کی انھیں کیا ضرورت ہو
سکتی ہے — صاف ظاہر ہے — چونکہ وہ مسٹر راجا
ہے، لہٰذا اس بات کو چھپا رہے ہیں — اب اگر یہ ہمیں
اس بغلی کمرے کو دیکھنے کی اجازت دے دیں تو ایک منٹ
بعد مسٹر راجا یہاں بیٹھے نظر آئیں گے۔"

"نن نہیں۔" چم پانگ اچھل پڑا — اس کے چہرے پر خوف
دوڑ گیا۔

"بہت خوب فرزانہ — تم نے تو مسٹر چم پانگ کے چھکے
چھڑا دیے — انھیں تو دانتوں پسینہ آ گیا — اوہ میرا مطلب
ہے، انھیں تو دن میں تارے نظر آ گئے — ہاں تو مسٹر
چم پانگ! ہم اس بغلی کمرے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" انسپکٹر
جمشید جلدی جلدی بولے۔

"آپ کو تلاشی کے وارنٹ لانا ہوں گے، اس لیے کہ یہ
سفارت خانہ ہے، کوئی عام عمارت نہیں ہے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے کہ یہ عام عمارت نہیں، سفارت خانہ
ہے — لیکن سفارت خانے کے آفیسر اگر کسی سازش میں مصروف
ہوں تو وارنٹ کے بغیر بھی تلاشی لی جا سکتی ہے، کیونکہ جب
تک وارنٹ لائے جائیں گے، وہ ثبوت کو اِدھر اُدھر
کر دیں گے۔"

"آپ کی مرضی — آپ کو عدالت میں اس بات کا جواب
دینا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے — ہم جواب دیں گے — آپ بغلی کمرے
کا دروازہ کھولیے۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہ کر وہ اٹھا اور بغلی کمرے کا دروازہ
کھول دیا۔

ٹی ایس ایم کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق اندر
ایک شخص کمرے کے فرش پر اس طرح کھڑا تھا جیسے پتھر
کا بت ہو —

"اکرام! پولیس کو فون کرو — محمود اور فاروق کو اندر بلا لو،
اب انھیں باہر کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا اور باہر نکل گیا۔

"تو آپ ہیں مسٹر راجا — خدا کا شکر ہے — آپ سے ملاقات تو ہوئی۔"

"لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔" اس کے ہونٹ ہلے۔

"کس فائدے اور نقصان کی طرف اشارہ ہے جناب کا۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ مجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میں نے وہ اشتہار کیوں دیا تھا اور یہ کہ میں کس گھرانے کو ہلاک کرانا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اگر آپ پسند کریں تو بتا دیں، ورنہ ہم خود معلوم کر لیں گے۔" وہ بولے۔

"میں آپ کو ہر بات بتا دیتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔

"واہ! یہ تو بہت اچھا ہے۔" انسپکٹر جمشید خوش ہو گئے۔

"وہ اشتہار میں نے نہیں دیا تھا۔" اس نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی — اشتہار آپ نے نہیں تو پھر کس نے دیا تھا؟"

"آپ اخبار میں کوئی اشتہار کسی کے نام سے دے سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"چلیے — مان لیا — اشتہار آپ کے نام سے کسی اور نے دیا تھا، لیکن پھر بٹوانا اینڈ کو کے نام سے کھولے گئے

دفتر میں آپ کیوں موجود تھے؟"

"میں اس کی بھی وضاحت کر سکتا ہوں۔"

"تو کریں نا — روکا کس نے ہے؟" انھوں نے جھنجلا کر کہا۔

"آپ یہ خط پڑھ لیں۔" یہ کہہ کر اس نے جیب سے ایک خط نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا — انھوں نے خط کھولا۔ خط کافی طویل تھا — ابھی انھوں نے پڑھنا شروع نہیں کیا تھا کہ محمود اور فاروق آ گئے۔

"تو مسٹر راجا مل گئے۔"

"ہاں! مل گئے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ اشتہار اصل میں ان کی طرف سے نہیں تھا — اب انھوں نے یہ خط پیش کیا ہے — آؤ تم بھی پڑھ لو — لیکن ذرا احتیاط سے جھکنا — آپس میں سر نہ ٹکرا بیٹھنا۔"

وہ بھی خط پر جھک گئے — انھوں نے دیکھا، لکھا تھا:

"مسٹر راجا!

آپ اگر ایک کام کر دیں تو بھاری معاوضہ ملے گا — آپ چونکہ کسی زمانے میں ڈراموں کے بہترین اداکار تھے — اس لیے میں نے اس کام کے لیے آپ کو چنا ہے — آپ کو کرنا یہ ہے کہ اخبار میں ایک اشتہار دیں — اشتہار کے الفاظ میں نیچے لکھ

رہا ہوں — پھر ۲۴۰ واٹن روڈ پر بٹوانا اینڈ کو والی
عمارت کرایہ پر لے لیں — ساتھ ہی ایک دوسری
عمارت نون روڈ پر نمبر ۱۱۱ کرائے پر لے لیں — اور
میری ہدایات پر عمل کرتے چلے جائیں — تیس ہزار
روپے آپ کے ہوں گے۔"

ان الفاظ کے بعد وہی کچھ لکھا ہوا تھا، جو ٹی ایس ایم
نے پڑھا تھا — خط پڑھ کر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا، پھر فرزانہ بولی:

"آپ چند سطریں اپنے ہاتھ کی لکھ دیں اور مسٹر چم پانگ آپ
بھی اپنے ہاتھ کی چند سطریں لکھ دیں۔"

"مم — میں — لیکن میں کیوں لکھ دوں۔" چم پانگ نے حیران
ہو کر کہا۔

"لکھ دینے میں آپ کا کیا حرج ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کوئی حرج نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ میں کیوں لکھ
دوں؟"

"ہم جب کسی کیس کی تحقیقات کرتے ہیں — تو پھر اسی طرح
ہر ایک کو چیک کرتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے — لکھ دیتا ہوں۔"

دونوں سے تحریر لینے کے بعد انسپکٹر جمشید مسکرائے اور بولے:

"مسٹر چم پانگ — آپ تو یہاں سفیر ہیں — مسٹر راجا کیا ہیں؟"

"میرے اسسٹنٹ ہیں۔"

"بہت خوب! اگر انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا تو
آپ کو انھیں اس کمرے میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔"
وہ بولے۔

"یہ کام تو کیا تھا نا — یعنی بٹوانا اینڈ کو والا کام — دراصل
دولت کے لالچ میں یہ کام کر بیٹھا۔"

"اوہ اچھا — خیر — آپ نے کتنا حصّہ وصول کیا؟" وہ چم پانگ
کی طرف مڑے۔

"نصف۔" اس نے فوراً کہا۔

"گویا آپ بھی لالچ میں آ گئے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"اور کیا مسٹر راجا — آپ واقعی کسی زمانے میں ڈراموں کے
مشہور اداکار تھے؟"

"ہاں بالکل۔"

"تب پھر — وہ شخص — جس نے آپ سے یہ کام لیا —
آپ کا پرانا واقف لگتا ہے — آپ کا کیا خیال ہے — وہ
کون ہو سکتا ہے؟"

"ہم خود سوچ سوچ کر تھک چکے ہیں — لیکن ابھی یہ

بات ذہن میں نہیں آ سکی کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اسے ہم خود تلاش کر لیں گے — کیا آپ کے پاس اس زمانے کی تصاویر ہوں گی، جس زمانے میں آپ اداکاری کرتے تھے۔"

"تصاویر تو بے شمار ہوں گی، لیکن یہاں نہیں۔ شانانا میں۔"

"شکریہ مسٹر راجا۔ آپ نے میرا کام آسان کر دیا۔ آپ شانائی نہیں ہیں نا — اور نہ آپ نے کبھی شانانا میں اداکاری کی ہے — اور یہ خط بھی آپ نے بغلی کمرے میں بیٹھ کر خود لکھا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھلا —

درست حرکت

چند لمحے موت کا سناٹا طاری رہا، پھر راجا نے چلّا کر کہا:

"آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہ کہ آپ شانائی نہیں ہیں — انشارجہ کے یا کسی اور ملک کے رہنے والے ہیں۔"

"آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔" اس نے بھنّا کر کہا۔

"ایسے کہ آپ میک اپ میں ہیں — یہاں ابھی ماہرین آنے والے ہیں اور پولیس بھی — دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

"نن — نہیں — نہیں۔"

"ہاں — ہاں۔" فاروق نے اسی کے انداز میں کہا — وہ اسے گھور کر رہ گیا —

پھر اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ پہنچ گیا:

"ہاں سر — اب کیا کرنا ہے"؟
"پہلے تو مسٹر راجا کے چہرے کو صاف کرانا ہے"۔
"کیا مطلب — کیا یہ میک اپ میں بھی ہیں"؟
"ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔
میک اپ کے ماہر نے اس کے چہرے پر چند لوشن کیا پھیرے — اس کا تو چہرہ ہی اور نکل آیا اور بالکل انشارجہ کا نظر آنے لگا:
"حیرت ہے — شائنا نے اپنے سفیر انشارجہ کے لوگوں کو بنا رکھا ہے — مسٹر چم پانگ — اس بارے میں آپ کوئی رائے دیں گے"؟
"میں کیا رائے دوں گا، میرا تو خود مارے حیرت کے بُرا حال ہے"۔ اس نے فوراً کہا۔
"ابھی آپ کا اور بھی مارے حیرت کے بُرا حال ہو گا"۔
[illegible]یہ انداز میں کہا۔
"کیا مطلب — آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"؟
"ہم ابھی آپ کے چہرے پر بھی میک اپ چیک کریں گے"۔
"کیا آپ کا خیال ہے — میں بھی میک اپ میں ہوں"۔
"پتا نہیں — لیکن جلد پتا چل جائے گا — یہ عام آدمی کے کیے ہوئے میک اپ تو ہیں نہیں — انشارجہ کے لوگوں کو

میک اپ کے ذریعے شائنا کے لوگ بنانا اتنا آسان کام نہیں"۔
"آپ کا دماغ ضرور خراب ہے — راجا ضرور مجرم ہے — لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں پورا عملہ انشارجہ کا آ گیا ہے"۔
"کیا مطلب — آپ نے کیا کہا — انشارجہ کا پورا عملہ"۔ فرزانہ نے چونک کر کہا۔
"اکرام — ان صاحب کا چہرہ بھی چیک کراؤ"۔ انسپکٹر جمشید نے پُرجوش انداز میں کہا۔
اور پھر اسی قسم کے لوشن اس کے چہرے پر لگائے گئے — لیکن چہرہ جوں کا توں رہا۔
"بس جناب — کر دیا آپ نے مجھے بھی انشارجہ کا آدمی ثابت"۔ چم پانگ نے طنزیہ کہا۔
"ہو سکتا ہے — ان کے چہرے پر اور قسم کا میک اپ کیا گیا ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے ماہر سے کہا۔
"ہاں سر — اس کا امکان ہے — لیکن مجھے دفتر جا کر کچھ اور لوشن لانا ہوں گے"۔
"اچھی بات ہے — لوشن لے آئیں"۔
وہ چلا گیا — انھیں انتظار کرنا پڑا — آخر خدا خدا کر کے اس کی واپسی ہوئی — نئے لوشن جب اس کے چہرے پر لگائے گئے تو اس کا چہرہ بھی اندر سے انشارجہ کے لوگوں جیسا

نکل آیا—

"اُف مالک — کیا ان لوگوں نے سفارت خانے کے پورے عملے کو اغوا کر لیا ہے۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"یہ ضروری نہیں — یہ دونوں بڑے ہیں — بس ان دونوں کو اصل آدمیوں کی جگہ سیٹ کر دیا گیا ہوگا — نچلے عملے کو کانوں کان پتا نہ چلا ہوگا۔" یہ کہ کر انسپکٹر جمشید ان کی طرف مُڑے اور بولے:

"اب تم دونوں کیا کہتے ہو؟"

"اب ہم کیا کہیں۔"

"جی دو شاتنیوں کی جگہ تم نے لی ہے — وہ بے چارے کہاں ہیں؟"

"پتا نہیں — وہ اس وقت کہاں ہوں گے۔"

"اکرام — ان دونوں کے ساتھ ذرا سختی کرنا پڑے گی، لیکن ہم انھیں یہاں سے کمرۂ امتحان تک نہیں لے جائیں گے۔"

"او کے سر — یہ یہاں ہی فرفر بولیں گے۔"

"خبردار! ہم سے کوئی سختی کی تو پورا انشارجہ تم لوگوں کے خلاف ہو جائے گا۔"

"پورا انشارجہ تو پہلے ہی ہمارے خلاف ہے — کسی اور پوری چیز کا نام لو۔" فارُوق خوش ہو کر بولا۔

اور پھر انھیں کس دیا گیا — پھر جب ان پر ڈنڈا برسا تو

لگے چلّانے:

"ٹھہرو — ٹھہرو — بند کرو، ہم بتاتے ہیں۔"

"رک جاؤ بھئی — دیکھتے ہیں — یہ کیا بتاتے ہیں۔" اکرام نے کہا—

ان کے ہاتھ رُک گئے:

"ہمیں کھولا جائے — تبھی ہم بتا سکیں گے نا کہ ان دونوں کی لاشیں کہاں ہیں۔"

"اوہ! تو تم نے انھیں ٹھکانے لگا دیا۔"

"اس کے بغیر، ہم ان کی جگہ لے بھی نہیں سکتے تھے۔"

"لیکن ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"شاتنا کے راز جاننے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے — اور انشارجہ اس وقت شاتنا سے بہت خوف زدہ ہے، کیونکہ اس کی طاقت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔"

"ہوں — کھول دو انھیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور یہ اشتہار والا کیا چکر ہے؟"

"ایک بڑا آدمی ایک پورے گھرانے کو ختم کرنے پر تُل گیا ہے — یہ ساری پلاننگ اسی کی تھی — وہ چونکہ انشارجہ کا خاص آدمی ہے — اور اس نے انشارجہ سے درخواست کی ہے کہ اس کا یہ کام وہ اپنے آدمیوں سے کرا دے —

لہٰذا انشارجہ نے ہمیں ہدایات دیں — آپ دیکھ ہی رہے ہیں — ہم نے جو کیا ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اور اس بڑے آدمی کا نام کیا ہے؟"

"پہلے ان کی لاشیں تو دکھا دیں آپ کو۔" چم پانگ نے کہا۔

اتنے میں ان کی رسیاں کُھل چکی تھیں — دونوں کرسیوں سے اُتر کر سامنے والی دیوار کی طرف گئے اور اس انداز میں گئے کہ وہ گھبرا گئے:

"خبردار! کوئی غلط حرکت نہ کرنا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

دونوں ان کی طرف مُڑے — اُن کا ایک ایک ہاتھ دیوار پر تھا:

"غلط حرکت ہم کر چکے — اب تو درست حرکت کی باری ہے۔"

"درست حرکت کی باری۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

اس کے ساتھ ہی وہ دونوں تڑ سے گرے اور ساکت ہو گئے — وہ چھلانگ لگا کر ان تک پہنچے اور پھر ان پر جھک گئے، لیکن دونوں کے جسم بالکل ساکت تھے — ان میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے —

"افسوس! ان دونوں نے خودکشی کر لی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کیسے؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"دیوار پر کچھ لگا ہوا تھا، کیونکہ یہ دونوں دیوار پر

ہاتھ رکھ کر ہماری طرف مُڑے تھے اور طنزیہ انداز میں بولے تھے — غلط حرکت ہم کر چکے — اب تو درست حرکت کی باری ہے۔"

"اس کا مطلب ہے — یہ دونوں شانا کے سفارت کاروں کے قاتل بھی ہیں۔"

"ہاں! یہاں ضرور کوئی تہ خانہ ہوگا — ٹھہرو — میں پروفیسر داؤد کو بلاتا ہوں، اس طرح وقت بچ جائے گا۔"

جلد ہی وہاں پروفیسر داؤد اپنے آلات کے ساتھ پہنچ گئے:

"ہاں جمشید! کیا بات ہے؟"

"ہمارا خیال ہے — اس عمارت کے نیچے کوئی تہ خانہ موجود ہے۔"

"اوہ اچھا۔" وہ بولے۔

جلد ہی انھوں نے تہ خانے کا دروازہ تلاش کر لیا، جُونہی اس کو کھولا گیا — اندر سے اس قدر بدبُو آئی کہ انھیں اپنے ناک بند کرنا پڑ گئے — آخر انھیں نیچے جانا پڑا —

"انھیں قتل کر کے اس تہ خانے میں پھینک دیا گیا، لہٰذا یہ بدبُو ان کی ہے۔"

"اور ہم ایک بار پھر ایک خوف ناک صورتِ حال سے دو چار ہیں۔"

"ہاں! وہ بڑا آدمی کون ہے — اور وہ کس گھرانے کو

ہلاک کرنا چاہتا ہے — یہ بات ایک بار پھر راز ہی رہ گئی۔"

" وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا — ایک بار پھر وہ کوئی اور انوکھا طریقہ سوچے گا۔"

" وہ ہو گا تو ان کا دوست — لہٰذا ہم ان کی ڈائریاں اور نوٹ بکیں دیکھ سکتے ہیں۔" محمود نے پُرجوش انداز میں کہا۔

" اچھا خیال ہے — لیکن اس طرح اَن گنت نام ہمیں مل جائیں گے — ہم کس کس کو چیک کریں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

" لیکن ہم ان سب کو ایک دعوت ضرور دے سکتے ہیں، ایک جگہ جمع ضرور کر سکتے ہیں۔" فرزانہ بولی۔

" کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ چلّائے — ان کی نظریں فرزانہ پر جم گئیں۔

" کک — کیا — کہنا چاہتی ہو؟"

" چم پانگ کی ڈائری میں جتنے بڑے لوگوں کے نام ہیں — جن بڑے لوگوں کے فون نمبرز درج ہیں — ان سب کو جمع کر کے یہ کہانی سنائی جائے اور سب لوگوں کے چہروں کو بغور دیکھا جائے — بلکہ فلم بنائی جائے — جس کو بعد میں بھی دیکھا جا سکے — اصل مجرم کے چہرے پر ضرور گھبراہٹ کے آثار نظر آئیں گے۔"

" اس میں شک نہیں کہ ان حالات میں یہ انوکھی ترکیب

ہے — اور شاید ہم اس شخص کو پہچاننے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے — لیکن ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت تو نہیں ہو گا۔"

" پہچان لیے جانے کے بعد ہم نہایت خاموشی سے اس کی نگرانی کر سکیں گے۔"

" بہت خوب فرزانہ — آج تو تم میرے بھی کان کاٹ رہی ہو۔" انھوں نے کہا۔

" نن — نہیں تو۔" فرزانہ نے بوکھلا کر کہا اور اپنے کانوں کو چھو کر دیکھا۔

" اوہو اباجان اپنے کانوں کی بات کر رہے ہیں نہ کہ تمھارے، اور یُوں بھی تم خود اپنے کان تو کاٹنے سے رہیں۔" محمود نے جل کر کہا —

" میری ترکیب سُن کر چونکہ اباجان خوش ہو رہے ہیں، لہٰذا تم جل بھُن رہے ہو، حالانکہ یہ جلنے بھُننے کی بات نہیں ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

" جلتا ہے میرا جُوتا۔" محمود بولا۔

" جلنے کی ضرورت ہے نہ بھُننے کی — فرزانہ کی ترکیب پر غور کرو — اکرام تم ذرا ان لوگوں کی ڈائریاں، نوٹ بکیں اور دوسرے کاغذات نکال لاؤ۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس کام میں مشغول ہو گیا — جلد ہی وہ سارا ریکارڈ لے آیا۔ ٹیلی فون نمبرو کے ذریعے اور دوسری یادداشتوں کے ذریعے انھوں نے بڑے بڑے لوگوں کی ایک لسٹ تیار کی — اس لسٹ میں کل گیارہ نام شامل کیے جا سکے۔

"گویا ان گیارہ میں سے ایک ہمارا مجرم ہے۔" فرزانہ نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"یہ ضروری نہیں — ہاں اس بات کا امکان ضرور ہے۔"

"پھر انھیں کہاں بلایا جائے؟"

"یہیں — میں ان لوگوں کو چم پانگ کی آواز میں فون کروں گا۔"

"واہ! یہ اور بھی دلچسپ رہے گا۔"

"اس کا مطلب ہے — ہمیں ابھی ان دونوں کی موت کو چھپانا ہوگا۔"

"بلکہ اب تو اس سے بھی زیادہ بہتر ترکیب میرے ذہن میں آ گئی ہے — ہمیں دعوت وغیرہ کا انتظام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں — آپ چم پانگ کا میک اپ کر لیں — انکل اکرام راجا کا — اور ان سے باری باری ملاقات کریں — ہر ایک سے اس اشتہار کے بارے میں بات کریں — اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا — کہ وہ کون ہے۔"

"اس میں شک نہیں — ترکیب بہت زور دار ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس کا مطلب ہے — فرزانہ آج اپنے سابقہ ریکارڈ خود توڑ رہی ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ہاں! ایسا ہی لگتا ہے۔" وہ بولے۔

"تو پھر — اس پروگرام پر عمل شروع کریں۔"

"ہاں! کیوں نہیں — لیکن اس سے پہلے ہمیں میک اپ بھی تو کرنا ہوگا — ماہر یہاں موجود ہی ہیں، لگے ہاتھوں پہلے یہ کام کرا لیا جائے۔" انھوں نے کہا۔

ماہرین کے ذریعے چم پانگ اور راجا کا میک اپ کرایا گیا — اس کے بعد سب لوگوں کو وہاں سے رخصت کر دیا گیا — لاشیں بھی خفیہ انداز میں وہاں سے سرد خانے پہنچا دی گئیں — اب انسپکٹر جمشید فون کے پاس بیٹھ گئے اور نوٹ بک میں ملنے والے پہلے شخص کے نمبر ڈائل کیے، پہلا نام نواب قاسم والا کا تھا۔

"ہیلو نواب صاحب — چم پانگ بات کر رہا ہوں۔" انھوں نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"آہا مسٹر چم پانگ — کیسے یاد کیا؟"

"آج شام آپ مجھ سے ملاقات کریں — یہ بہت ضروری

اور اہم ہے۔"

"آج شام — لیکن آج شام ملاقات کیسے ہو سکتی ہے — آج شام تو سرور کمال کے ہاں دعوت ہے — آپ خود بھی تو وہاں ہوں گے۔" نواب قاسم نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا کہا — ارے — میں تو بھول ہی گیا — تو پھر دعوت سے ایک گھنٹا پہلے آ جائیں۔"

"تو ہم وہیں بات کر لیں گے — مجھے دراصل کچھ اور کام بھی ہیں۔"

"اچھا خیر — یونہی سہی۔"

یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا —

"اب کیا کریں — آج شام تو سرور کمال صاحب کے ہاں دعوت ہے — اور سرور کمال وزیرِ خارجہ ہیں — غالباً یہ سب لوگ بھی وہاں جائیں گے۔" انھوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"اور کہیں یہ وہی خونی دعوت نہ ہو — مطلب یہ کہ قاتل نے اپنے اشتہار والے منصوبے کے فیل ہونے کے بعد کرائے کے کچھ اور قاتلوں سے نہ بات کر لی ہو اور وہ خود اس دعوت میں سب سے ملاقاتیں کر کے اپنے آپ کو بے گناہ نہ ثابت کرنا چاہتا ہو۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا —

"اُف مالک — فرزانہ تم نے کس قدر خوف ناک خیال

دلا دیا — میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔" محمود نے کہا۔

"خود میرے رونگٹے بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔" فرزانہ نے منہ بنا کر کہا۔

"اور میرے رونگٹے آج چھٹی پر ہیں۔" فاروق بولا۔

"بہتر ہو گا — آپ اگلے نام کو فون کر کے دیکھیں — وہ کیا کہتا ہے۔" اکرام بولا۔

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔" انھوں نے کہا اور لسٹ پر اگلا نام پڑھا — یہ نام توقیر بارو تھا — انھوں نے اس کے نمبر ملائے:

"یس — توقیر بارو بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں چم پانگ۔"

"سُنائیے مسٹر چم پانگ — کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"آپ سے بہت ضروری کام ہے — آج رات مجھ سے سفارت خانے میں مُلاقات کریں۔"

"آج رات — نہیں بھئی — آج تو سرور کمال کے ہاں جانا ہے۔"

"تو وہاں جانے سے کچھ دیر پہلے آ جائیں — بہت اہم معاملہ ہے۔"

"نہیں چم پانگ — آج نہیں — کل کسی وقت — آج اور بہت کام ہیں۔"

"اچھی بات ہے — شکریہ!" یہ کہہ کر انھوں نے فون پھر

بند کر دیا۔

"شاید ان میں سے آج کوئی ملاقات کرنے پر تیار نہ ہو۔ اب کیا کریں؟"

"یہ دعوت سرور کمال دے رہے ہیں — دعوت کا پروگرام ختم کرا دیں — پھر وہ اپنا کام نہیں کرا سکے گا۔ کیونکہ واردات کے بعد اس پر فوری شک کیا جائے گا اور وہ اپنے شک سے بچنے کے لیے کسی ایسی دعوت میں شرکت کرنا چاہتا ہے — جہاں اس کی موجودگی کی گواہی بڑے بڑے لوگ دیں۔" فرزانہ بولی۔

"بات معقول ہے — میں ابھی بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے سرور کمال کے نمبر ملائے — جلد ہی سلسلہ مل گیا اور انھیں سرور کمال کی آواز سنائی دی:

"سر! یہ میں ہوں انسپکٹر جمشید۔"

"اچھا — مجھ سے کیا کام ہے آپ کو؟" اس نے پوچھا۔

"مجھے کوئی ذاتی کام نہیں — لیکن ایک بہت سنگین مسئلہ ہے، آپ آج رات اپنے دوستوں کو دعوت دے رہے ہیں نا؟"

"ہاں بالکل دے رہا ہوں — تو پھر؟"

"لیکن میرا مشورہ ہے — آپ آج کی دعوت کینسل کر دیں۔" انھوں نے کہا۔

"وجہ — کیوں کینسل کر دوں؟" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"آپ کی اس دعوت میں کسی کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہونے والا ہے — ایک پورے گھرانے کو قتل کر دیا جائے گا — لیکن اگر آپ دعوت کینسل کرا دیں تو ایسا نہیں ہوگا۔"

"پتا نہیں، آپ کیا کہہ رہے ہیں — آپ میرے پاس آ جائیں — اور بتائیں — کیا بات ہے — کون تباہ ہونے والا ہے — اور کون تباہ کرنا چاہتا ہے۔" یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا —

"دھت تیرے کی — اب اس کے پاس جانا ہوگا — یہ میک اپ ختم کرنا ہوگا۔"

"لیکن ابا جان — آپ کو میک اپ ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے — آپ اسی طرح جا سکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں — چم پانگ کو بھی اس دعوت میں بلایا گیا ہے۔"

"بالکل۔"

"ہوں ٹھیک ہے — بلکہ میں کیوں نہ اس میک اپ میں باری باری ان سب سے خود مل لوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ترکیب اچھی ہے — لیکن یہ ضروری نہیں کہ سب سے ملاقات ہو جائے — لہٰذا دعوت رکوانا سب سے بہتر رہے گا۔"

اور پھر وہ سرور کمال کی طرف روانہ ہوئے ۔ دروازے پر موجود نگران نے انھیں چم پانگ کے میک اپ میں دیکھا تو یک دم سلوٹ کیا ۔

"صاحب اندر اپنے کمرے میں ہیں — کیا یہ لوگ بھی آپ کے ساتھ جائیں گے — یا ان کے یہاں بیٹھنے کا انتظام کیا جائے۔"

"نہیں — یہ ساتھ جائیں گے۔"

"ضرور سر — کیوں نہیں۔"

وہ اندر داخل ہوئے ، لیکن انھیں سرور کمال کے کمرے کا کوئی پتا نہیں تھا — وہ الجھن کے عالم میں رک گئے — لیکن پھر رکنا مناسب نہ خیال کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے ، دائیں ہاتھ ایک برامدہ تھا — اس کے آخر میں ایک کمرے میں کچھ لوگوں کی موجودگی کا احساس ہوا — ان کے قدم اُٹھتے چلے گئے —

انھوں نے دیکھا — کمرے میں بہت سے لوگ تھے — ان سب کے ہاتھوں میں کاغذات تھے اور وہ باری باری سرور کمال سے دستخط کروا رہے تھے — سرور کمال سر جھکائے دستخط کرنے میں مصروف تھے — ان کی آمد کا بھی انھیں کوئی پتا نہ چلا — یہ بھی کمرے میں گھس گئے اور آخری کرسیوں پر

بیٹھ گئے — کچھ لوگوں نے چم پانگ کا میک اپ ہونے کی وجہ سے انھیں دیکھ کر ہاتھ بھی ہلائے — وہ بھی ہاتھ ہلا کر رہ گئے — ایک ایک کر کے سب ملاقاتی ختم ہو گئے — اور کمرے میں صرف وہ رہ گئے — کرسیوں پر سرکتے سرکتے اب وہ اس کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تھے — انسپکٹر جمشید تو بالکل اگلی کرسی پر جا چکے تھے —

"لائیے۔" سرور کمال بولا ، کیونکہ انسپکٹر جمشید نے کوئی کاغذ ان کے سامنے نہیں رکھا تھا — اس نے سر اُٹھائے بغیر پھر کہا ۔ "لائیے۔"

"لاؤں کیا سر"؟ انسپکٹر جمشید نے چم پانگ کی آواز میں کہا ۔

اُنھوں نے چونک کر سر اُٹھایا اور پھر حیران ہو کر بولے :

"اوہ مسٹر چم پانگ — آپ — آپ کب آئے"؟

"بہت دیر ہو گئی آئے ہوئے۔"

"لیکن آتے ہی آپ نے بتایا کیوں نہیں۔" سرور کمال کے لہجے میں حیرت تھی —

"آپ بہت مصروف تھے — میں نے سوچا — آپ پہلے فارغ ہو لیں۔"

"کیا کہا — آپ نے کیا سوچا۔" وہ اور بھی حیران ہو کر بولے ۔

"یہ کہ پہلے آپ فارغ ہو لیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" سرور کمال کھوئے کھوئے انداز میں بولے ۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے"؟

"آپ میری طرف دیکھیے۔" سرور کمال نے عجیب سے انداز میں کہا۔
انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرائے اور پھر بولے:
"یہ لیجیے — میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔"
"نن نہیں — نہیں — آپ چم پانگ نہیں ہیں۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی انھوں نے میز کی دراز میں سے پستول نکال کر ان پر تان دیا —

حلیہ

"ارے ارے! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" انسپکٹر جمشید ہنسے۔
"تم کون ہو؟ پہلے یہ بتاؤ۔"
"انسپکٹر جمشید۔" وہ بولے۔
"کیا کہا — انسپکٹر جمشید — اوہ ہاں! انسپکٹر جمشید نے مجھ سے ملاقات کا وقت لیا تھا — لیکن آپ چم پانگ کے میک اَپ میں کیوں ہیں؟"
"پہلے آپ یہ بتائیں — آپ نے پستول کیوں تانا؟"
"میں نے یہ خیال کیا — کہیں چم پانگ کے میک اَپ میں میرا کوئی دشمن تو نہیں آگیا۔"
"تو آپ نے دشمن بھی پال رکھے ہیں۔"
"کیا کیا جائے — مجبوری ہے — دشمن بھی بن جاتے ہیں — یہ وزارت چیز ہی ایسی ہے — جو میرے مقابلے میں وزیر خارجہ بننا چاہتے تھے — وہ اب میرے دشمن ہی ہیں — صرف

میرے ہی نہیں — میرے پورے گھرانے کے دشمن ہیں۔"

" اوہو اچھا — وہ کون ہیں بھلا؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔

" چھوڑیے اس کے ذکر کو — آپ اپنی بات کریں۔"

" جی نہیں — پہلے آپ اس کا نام بتائیں۔"

" اچھی بات ہے — اس کا نام ہے قاضی فیاض غوری۔"

" شکریہ!" وہ بولے اور محمود نے یہ نام نوٹ کر لیا۔

" لیکن آپ چم پانگ کے میک اپ میں کیوں ہیں؟" سرور کمال نے کہا۔

" یہ ایک لمبی کہانی ہے — فی الحال ہم آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ دعوت کو کینسل کر دیں۔"

" ہاں فون پر آپ یہ بات کر رہے تھے — سوال یہ ہے کہ کینسل کیوں کر دوں؟"

" آپ کی دعوت کا سہارا لے کر کوئی کسی گھرانے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے — وہ کرے گا یہ کہ یہاں موجود ہو گا — سب سے نمایاں طور پر ملاقات کرے گا — اور ادھر کرائے کے غنڈوں کے ذریعے اپنے دشمن گھرانے کو ختم کرے گا، تاکہ کل آپ سب اس کے حق میں گواہی دیں۔"

" نن نہیں — نہیں۔" سرور کمال نے مارے خوف کے کہا۔

" آپ خوف زدہ کیوں ہو گئے؟"

" اس لیے کہ وہ گھرانا میرا اپنا بھی ہو سکتا ہے — اور وہ شخص ضرور قاضی فیاض غوری ہے۔"

" کیا بات کرتے ہیں — وہ تو آپ کا پہلے ہی دشمن ہے، کیا آپ نے اسے بھی دعوت میں بلا رکھا ہے؟"

" ہاں! سیاست میں ایسا کرنا پڑتا ہے۔"

" لیکن وہ گھرانا آپ کا نہیں ہو سکتا — اس لیے کہ آپ کا گھرانا تو یہاں دعوت میں موجود ہو گا۔"

" یہی تو مشکل ہے — اس وقت پورا گھرانا پام ہل گیا ہوا ہے — سیر اور تفریح کے لیے — وہ پندرہ بیس دن سے پہلے واپس نہیں آئیں گے۔"

" ارے باپ رے — تب وہ گھرانا آپ کا ہو سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

" لیکن اس کے باوجود میں دعوت کینسل نہیں کر سکتا — کیونکہ اب بہت دیر ہو چکی ہے — تمام انتظامات ہو چکے ہیں — تمام مہمانوں کو کارڈ بھیجے جا چکے ہیں — ہاں یہ ہو سکتا ہے، پام ہل پر میرے بیوی بچوں کی حفاظت کے انتظامات آپ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔"

" ہم ان کی حفاظت کے انتظامات کریں گے — آپ فکر نہ کریں — لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص قاضی فیاض غوری

ہو اور وہ گھرانا آپ کا ہو — وہ کوئی اور شخص بھی ہو سکتا ہے اور کوئی اور گھرانا بھی ہو سکتا ہے — بہرحال آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ یہ دعوت کینسل نہیں کریں گے۔"

"ہاں بالکل۔" انھوں نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے — آپ پام ہل پر اپنی کوٹھی کا پتا دے دیں اور فون نمبر بھی۔"

انھوں نے پتا اور نمبر نوٹ کروا دیے — وہ اُٹھ کھڑے ہوئے:

"اب ہم کیا کریں — کہاں جائیں؟"

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے — اس شخص نے آخر یہ کام چم پانگ کے ذریعے کیوں نکالنے کی کوشش کی تھی — کیا چم پانگ سے اس کا کوئی خاص تعلق ہے؟" فرزانہ بولی۔

"اوہ ہاں! ضرور کوئی ایسی بات ہے۔"

"دوسری بات ابا جان — وہ شخص چاہے کچھ ہو جائے — چم پانگ سے ملاقات کرنے سے انکار نہیں کر سکتا — باقی آدمی مصروف ہونے کا بہانہ کر سکتے ہیں، لیکن چونکہ اس کا تعلق اس سے خاص ہے — اس لیے وہ فوراً ملاقات کے لیے تیار ہو جائے گا۔"

"بات معقول ہے — ہم پھر سفارت خانے چلتے ہیں،

وہیں بیٹھ کر باقی نو آدمیوں کو باری باری فون کرتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔" محمود نے پُرجوش انداز میں کہا۔

وہ پھر سفارت خانے آ گئے — ایسے میں انھیں وزیرِ خارجہ سرور کمال کے گھرانے کا خیال آیا — انھوں نے پام ہل میں موجود اپنے ماتحتوں کو فون پر ہدایات دیں اور ریسیور رکھ دیا، پھر لسٹ نکال کر تیسرے آدمی کا نام دیکھا — یہ نام تھا صوفی بالا۔

صوفی بالا نے فون پر ان کی بات سنتے ہی کہا:

"نہیں چم پانگ صاحب — میں آج بہت مصروف ہوں — کل ملاقات کر لیں گے۔"

"اچھا جناب" کہہ کر انھوں نے نمبر چار آدمی کا نام دیکھا اور پھر نمبر ملائے:

"ہیلو کاشف جیلانی صاحب — چم پانگ بات کر رہا ہوں۔"

"اُف چم پانگ — میں نے تم سے کہہ رکھا ہے — مجھ سے فون پر بات نہ کیا کرو — بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔"

"سوری مسٹر جیلانی — لیکن بہت مجبوری آ پڑی ہے — آپ فوراً مجھ سے سفارت خانے میں ملاقات کریں۔"

"پاگل ہو گئے ہو چم پانگ — سفارت خانے میں میں کیسے آ سکتا ہوں — اس طرح تو میں نظروں میں آ

جاؤں گا — وہیں ملو — جہاں ہم ملتے رہے ہیں۔" ان الفاظ
کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا۔

انسپکٹر جمشید جوش میں بھر گئے — انھوں نے فوراً سادہ لباس
والوں کو فون کیا کہ کاشف جیلانی کے گھر پہنچ جائیں — وہ
بھی پہنچ رہے ہیں — وہ گھر سے نکلنے والا ہے — اس کا
تعاقب کیا جائے گا — اور تعاقب کی رپورٹ ساتھ ساتھ دی
جائے گی — یہ ہدایات دے کر وہ وہاں سے نکل کھڑے
ہوئے — کار میں بیٹھے اور اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے :

" یہ کاشف جیلانی صاحب ہیں کون — کرتے کیا ہیں —
انکل آپ بتائیں گے کچھ؟"

" ہاں! کیوں نہیں — کاشف جیلانی تاجروں کی دنیا میں ایک
بڑا نام ہے — اس کا کاروبار بہت پھیلا ہوا ہے — اور بس
اس کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی بات نہیں — اس
کے خلاف کسی محکمے کو کوئی شکایات نہیں ہیں۔" اکرام نے جلدی
جلدی کہا۔

" ہوں خیر اب ہم چل ہی رہے ہیں۔"

عین اس وقت وائرلیس پر اشارہ موصول ہوا :

" ہاں بھئی! کیا رپورٹ ہے؟"

" کاشف جیلانی اپنے گھر ٹاپ کالونی سے نکل آیا ہے —

اب اس کی کار مین روڈ پر آ گئی ہے۔"

" ٹھیک ہے — ہم مین روڈ پر آنے والے ہیں — رابطہ
قائم رکھو۔"

" او کے۔"

تعاقب جاری رہا — یہاں تک کہ وہ سادہ لباس والوں
کے پیچھے پہنچ گئے — تھوڑی دیر بعد کاشف جیلانی کی کار ایک
گھٹیا سے ہوٹل کے سامنے رک گئی — ایک سادہ لباس والا
تیر کی طرح اس سے پہلے ہی ہوٹل میں داخل ہو گیا — تاکہ
معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں جاتا ہے — وہ اندر داخل ہوئے تو
کاشف جیلانی اور سادہ لباس والا کہیں نظر نہ آئے — وہ ایک
میز کے گرد بیٹھ گئے — اسی وقت سادہ لباس والا نظر آیا —
اس نے بھی فوراً انھیں دیکھ لیا — وہ فوراً ان کی طرف لپکا —
اور نزدیک پہنچ کر بولا :

" کمرہ ۱۱۹۔" یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔

" پہلے صرف میں جاؤں گا — اس کے بعد تم آؤ گے۔"
انسپکٹر جمشید بولے۔

" جی بہتر۔" محمود بولا۔

" لیکن — ہم کتنی دیر بعد آئیں؟"

" دروازے سے کان لگا کر بات سنتے رہنا اور جب

ضرورت محسوس کرو، اس وقت آ جانا۔"

"اور اگر ضرورت محسوس نہ کریں؟" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"تو نہ آنا۔" وہ مسکرائے اور اُٹھ کر اندر کی طرف چلے گئے — کمرہ نمبر ۱۱۹ تیسری منزل پر تھا — کمرے کے دروازے پر پہنچ کر انھوں نے دستک دی —

"یس — چم پانگ — آ جاؤ۔"

وہ اندر داخل ہو گئے — اندر ادھیڑ عمر کا ایک شخص بیٹھا تھا — اس کے جسم پر شاہی لباس تھا —

"آؤ بھئی آؤ — کہو کیا معاملہ ہے — ویسے تم نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے، ہمیں ان حالات میں ملاقات نہیں کرنی چاہیے۔"

"مجبوری تھی جناب مجبوری۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولے۔

"اچھا خیر — بتاؤ — کیا بات ہے؟"

"سرور کمال صاحب پارٹی کینسل کر دیں شاید۔" انھوں نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

"کیا مطلب — یہ کیا بات ہوئی۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ کے خیال میں کیا یہ کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"نہیں — سرور کمال کا یہاں کیا ذکر نکل آیا؟"

"آپ بھول رہے ہیں — اگر اس نے پارٹی کینسل کر دی تو آپ اپنے پروگرام پر عمل کیسے کر سکیں گے۔"

"چم پانگ آج شاید تم نے شراب زیادہ پی لی ہے — میرا سرور کمال سے کیا تعلق — اس کی پارٹی سے کیا تعلق۔"

"کیوں — کیا آپ اس پارٹی میں نہیں جائیں گے؟"

"نہیں — سرور کمال سے میرے تعلقات کچھ دنوں سے خراب چلے آ رہے ہیں — لہٰذا اس نے مجھے کارڈ نہیں بھیجا، لیکن مجھے اس بات کی پروا کب ہے — اور یہ تم کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو؟"

"تب پھر مجھے افسوس ہے — ہم نے بلا وجہ آپ کو زحمت دی، اچھا ہم چلتے ہیں۔"

"چم پانگ — آج تمھیں کیا ہو گیا ہے — تم ہوش میں نہیں لگتے — تم نے مجھے یہاں بُلایا تھا — کچھ خاص باتیں بتانے کے لیے — اور اب سرور کمال کی بات کرنے کے بعد جا رہے ہو — جب کہ میں سرور کمال سے کوئی دل چسپی نہیں رکھتا۔"

"اکرام — تم ذرا وضاحت کر دو — تاکہ ہمیں جلد جانے میں آسانی ہو جائے۔"

"اکرام — کیا مطلب — کون اکرام — تمھارے اسسٹنٹ کا نام تو راجا ہے — ارے ہاں آج تمھارے ساتھ راجا نہیں ہے۔"

"پہلے آپ بات سُن لیں۔"

اکرام نے اسے مختصر طور پر بات بتا دی — اس کی آنکھیں

مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

" اب آپ ہمیں بتا دیں کہ آپ کا چم پانگ کے ساتھ کیا خفیہ تعلق ہے، کیونکہ جس انداز میں آپ نے ملاقات کی، وہ ہمیں اُلجھن میں ڈال رہا ہے — چاہے مسئلہ کوئی اور ہی ہو۔"

" میں ایک تاجر ہوں — منڈیوں کے بھاؤ اُترتے چڑھتے رہتے ہیں — اس سلسلے میں چم پانگ سے میں خفیہ معلومات حاصل کرتا ہوں — اور ان معلومات کی قیمت ادا کرتا ہوں، لیکن یہ بات دوسرے کاروباری لوگوں کو معلوم نہیں کہ ایک سفارت کار اس معاملے میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے — بس میں اپنے ہم پیشہ لوگوں سے چھپ کر اس سے ملتا ہوں۔"

" دھت تیرے کی — ہم کیا سمجھے تھے اور بات کیا نکلی — خیر تو پھر اب ہم چلتے ہیں۔"

وہ باہر نکل آئے:

" پہلے آپ کو سرور کمال سے اس فہرست کے ناموں کے بارے میں پوچھ لینا چاہیے کہ ان میں سے کون کون سے لوگ دعوت میں شریک ہو رہے ہیں — تاکہ ہم اپنا وقت نہ ضائع کریں — وقت ہمارے پاس پہلے ہی کم ہے۔"

" ہاں! اب یہی کرنا ہوگا۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے سرور کمال کے نمبر ملائے — ان کی

آواز سن کر وہ بولے:

" آپ سے اسی سلسلے میں چند سوالات پوچھنا ہیں۔"

" ہاں پوچھیے۔" وہ بولے۔

" آپ کی دعوت میں نواب قاسم آئیں گے؟"

" ہاں! دعوت نامہ تو انھیں بھیجا گیا ہے۔"

" اور توقیر بارود؟"

" وہ بھی آئیں گے۔"

" صوفی بالا۔"

" صوفی بالا صاحب بھی آئیں گے۔"

" شکریہ — کاشف جیلانی؟"

" نہیں — ہمارے درمیان کچھ رنجش ہے۔"

باقی سات نام بھی انھوں نے سنا دیے — ان سب کے بارے میں انھوں نے بتایا کہ ان میں سے کسی کو دعوت نہیں دی گئی — نہ وہ ان کے دوست ہیں۔"

" سرور کمال صاحب — آپ کے خیال میں کوئی ایسا شخص جو یہ کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو؟"

" بھلا میں یہ بات کس طرح بتا سکتا ہوں۔" انھوں نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں — اچھا شکریہ!" یہ کہہ کر انھوں

نے فون بند کر دیا۔

"شاید ہماری تفتیش درست راستے پر نہیں جا رہی۔ چم پانگ نے بھی آخر سب لوگوں کے نام تو نوٹ بک میں درج نہیں کر رکھے ہوں گے — میرا خیال ہے — ہمیں کوئی اور راستا اختیار کرنا ہو گا — محمود، فاروق، فرزانہ ذہنوں پر زور دو — ورنہ دعوت کا وقت ہو جائے گا — اِدھر وہ شخص دعوت میں اپنی موجودگی ثابت کرے گا — اُدھر کرائے کے غنڈے اس کے دشمن کا گھرانہ ختم کر رہے ہوں گے — اُف میرے مالک — ہماری مدد فرما۔"

"مجھے ایسا لگتا ہے — جیسے اس کیس کا سراغ سفارت خانے سے ہی لگے گا — ارے ہاں ایک آئیڈیا ابا جان۔" فرزانہ اچھل پڑی — آنکھوں میں چمک کوند گئی۔

"جلدی بتاؤ — کہیں تم بھول نہ جاؤ۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"سرور کمال صاحب سے تمام مہمانوں کی فہرست حاصل کریں، ہمارا مجرم ان میں سے ایک ہے۔"

"لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے۔"

"آپ چم پانگ کی آواز میں ان سب کو باری باری فون کریں اور کہیں گے کہ وہ فوری طور پر اس معاملے کے سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"ترکیب بُری نہیں — اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔" یہ کہ کر انھوں نے ایک بار پھر سرور کمال کو فون کیا:

"السلامُ علیکم سرور کمال صاحب! آپ کو پھر زحمت دے رہا ہوں — آپ کی دعوت میں تمام ان آدمیوں کے نام اور پتے چاہییں — جنھیں دعوت دی گئی ہے۔"

"اچھی بات ہے — کسی کو بھیج کر منگوا لیں۔" یہ کہ کر انھوں نے فون بند کر دیا۔

اکرام اسی وقت گیا اور فہرست لے آیا — اب انھوں نے باری باری فون شروع کیے — یہ کُل ستر نام تھے، لیکن ستر کے ستر افراد نے ان کی بات سُن کر کسی حیرت کا اظہار نہ کیا — نہ ان میں سے کوئی چم پانگ کی آواز سُن کر چونکا — انھوں نے تھک ہار کر ریسیور رکھ دیا اور اداس انداز میں مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا:

"شاید — خُدا کو اس گھرانے کا ختم ہونا ہی منظور ہے — کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی۔"

"لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ابّا جان کہ ہم ہمت ہار جائیں — میری مانیں، سفارت خانے چلیں — ہم وہاں ضرور کوئی اہم چیز نظر انداز کر رہے ہیں۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھی بات ہے — چلو چلیں۔"

وہ سفارت خانے آئے — ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لیا گیا — چم پانگ اور راجا کی موت کے ساتھ ہی سفارت خانے کو سادہ لباس والوں نے گھیرے میں لے لیا تھا اور باقی ملازمین کو ایک کمرے میں بند رکھا گیا تھا — وہ اس کمرے میں آئے:

"آپ لوگ مسٹر چم پانگ کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہیں؟"

"وہ ہمارے آفیسر تھے۔ ہم ان کے ماتحت اور بس"۔ ایک نے کہا —

"یہاں کوئی شخص ان سے خاص طور پر ملاقات کرنے کے لیے آتا تھا — میرا مطلب ہے — جو ان سے بہت زیادہ رازدارانہ انداز میں ملتا ہو — اگر تم نے اس سوال کا جواب دے دیا تو میں تم سب کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دے دوں گا۔"

"کیا واقعی سر"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! لیکن شرط یہی ہو گی کہ تم ابھی چم پانگ اور راجا کی موت کو راز میں رکھو گے — یہ راز اگر دوسروں کو معلوم ہو گیا تو پھر شاید ہم اس کیس کے مجرم کو نہیں پکڑ سکیں گے"۔

"ٹھیک ہے سر — ہم کسی کو نہیں بتائیں گے"۔

"بہت خوب! اب بتاؤ — رازدارانہ انداز میں یہاں کون ملنے آیا کرتے تھا"؟

"ہم ان کا نام نہیں جانتے — حلیہ بتا سکتے ہیں — گاڑی کا نمبر یا رنگ بتا سکتے ہیں — یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ یہاں آتے ہوں تو میک اپ میں آتے ہوں، گاڑی کا نمبر بدل لیتے ہوں، ان کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں ہوتی ہیں — اور ہمارے خیال کے مطابق وہ مونچھیں نقلی ہوتی ہیں"۔

"اوہ! تب تو آپ ذرا جلدی سے حلیہ بتا دیں"۔

اور انھوں نے جو حلیہ بتایا — اس کو سن کر وہ بہت زور سے اچھلے —

وہ شخص

ان کے بتائے ہوئے حلیے پر صرف ایک ہی شخص فٹ بیٹھ سکتا تھا — چاہے مونچھیں ہوں یا نہ ہوں — لہٰذا انھوں نے ان لوگوں کے پاس ایک سادہ لباس والا چھوڑا اور باہر نکل آئے —

سب سے پہلے وہ سیدھے سرور کمال کے پاس پہنچے:

"اوہو! آپ پھر آگئے۔"

"ہاں جناب! ایک بہت اہم بات معلوم ہوئی ہے، آپ کو کچھ دیر کے لیے ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"لیکن میں کہیں نہیں جا سکتا — میں شام کی دعوت کے سلسلے میں حد درجہ مصروف ہوں۔"

"ہم آپ کو بہت جلد فارغ کر دیں گے — یہ پورے ایک گھرانے کی زندگی کا سوال ہے۔"

"اچھی بات ہے، لیکن آپ مجھے جلد از جلد فارغ کر

دیں گے نا؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔"

انھوں نے انھیں اپنی گاڑی میں بٹھایا اور ایک عمارت تک پہنچے — یہاں انھیں آرام سے بٹھانے کے بعد اِدھر اُدھر فون کرنے کا سلسلہ شروع ہوا — اس سلسلے کو لمبا ہوتے دیکھ کر سرور کمال گھبرا گئے اور بولے:

"اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی۔"

"جی نہیں — دیر تو پہلے ہی بہت ہو چکی ہے — اب تو یہ کہانی ختم ہونے کو ہے۔" محمود نے کہا۔

"لیکن مجھے دعوت کے انتظامات کا جائزہ لینا ہے۔"

"جی ہاں! ہم سمجھتے ہیں — لیکن آپ ابھی دیکھ لیں گے کہ یہاں آپ کی موجودگی بھی ضروری ہے۔"

اور آخر لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا، ٹی ایس ایم، چم پانگ جن، نواب قاسم، توقیر بارو، قاضی فیاض غوری، صوفی بالا، کئی بڑے بڑے آفیسر جن میں آئی جی صاحب بھی تھے، وہاں پہنچ گئے — ان سب کے چہروں پر حیرت ہی حیرت تھی:

"آخر ہمیں یہاں کس لیے بُلایا گیا ہے؟" نواب قاسم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اور پھر ہمیں شام کو سرور کمال صاحب کے ہاں جانا ہے،

وہاں جانے کی تیاری بھی کرنا ہے۔" توقیر بارود نے جل کر کہا۔

" آپ کو بہت جلد فارغ کر دیا جائے گا اور آپ پورے اطمینان سے دعوت میں شرکت کر سکیں گے — آپ کو یہاں جمع کرنا بھی بہت ضروری تھا — بہرحال میں شروع کرتا ہوں، آپ جانتے ہیں — یہ عمارت ایک سفارت خانہ ہے۔ شانگنا کا سفارت خانہ۔"

" ہاں بالکل۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

" شانگنا کے سفارت خانے میں شانگنا کے بھیجے ہوئے سفیر ہی ہونے چاہییں یا کسی دوسرے ملک کے؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

" یہ کیا بات ہوئی — جب یہ شانگنا کا سفارت خانہ ہے تو شانگنا کے سفیر ہی یہاں ہو سکتے ہیں۔"

" ہاں بالکل۔" سب نے فوراً کہا۔

" اور آپ جانتے ہوں گے کہ شانگنا کی طرف سے یہاں سفیر مسٹر چم پانگ اور ان کے نائب مسٹر راجا مقرر تھے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

" مقرر تھے، کیا مطلب — مقرر ہیں کہیے۔" کسی نے کہا۔

" میں نے 'تھے' بلا وجہ نہیں کہا۔" وہ بولے۔

" آخر کیسے — کیا انھیں ہماری حکومت نے فارغ کر دیا ہے؟"

" جی نہیں — ان دونوں نے خودکشی کر لی ہے۔" انھوں نے

بلند آواز میں کہا۔

" کیا کہا — خودکشی کر لی ہے — آپ کا مطلب ہے چم پانگ اور راجا نے؟" سرور کمال چلائے۔

" ہاں بھی اور نہیں بھی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

" یہ کیا بات ہوئی؟" سرور کمال نے حیران ہو کر کہا۔

" یہ بات کچھ یوں ہے کہ شانگنا کے سفارت خانے کے دو ذمے دار آفیسرز کی جگہ انشارجہ کے دو ایجنٹوں نے لی ہے — یعنی چم پانگ اور اس کے ساتھی راجا کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کو سفارت خانے کے تہ خانے میں ڈال دیا تھا اور خود ان کے میک اَپ میں سفارت کار بن کر رہ رہے تھے اور اس طرح وہ شانگنا کی سراغ رسانی کر رہے تھے، اور ایسا انھوں نے ہمارے ملک کے ایک ذمے دار آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر کے کیا تھا — یا یوں کہ لیں کہ انشارجہ نے پہلے اس ذمے دار آدمی سے سارا معاملہ طے کیا، پھر ایسا کیا گیا — لیکن اس ذمے دار آدمی کی غیر ذمے دار حرکت کا پتا اس کے ایک مخالف کو لگ گیا — اس مخالف نے سوچا، آیندہ الیکشن میں وہ اس بات کو اچھالے گا اور اس کے مقابلے میں الیکشن جیت کر دکھائے گا — ادھر ذمے دار آدمی کو پتا چل گیا — کہ اس کے مخالف کو یہ راز معلوم ہو گیا

ہے ـــ لہٰذا اس نے اسے اور اس کے پورے گھرانے کو ختم کرنے کا پروگرام بنا لیا ـــ کیونکہ صرف مخالف کو ہلاک کر کے کام نہیں چل سکتا تھا ـــ اس کے گھر والوں کو بھی راز معلوم ہو سکتا تھا ؛ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پورے گھر کو ہلاک کر دیا جائے ـــ اب اس کے لیے مشکل یہ تھی کہ ..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

" ہاں ! اس کے لیے مشکل کیا تھی ـ آپ رک کیوں گئے ؟"

نواب قاسم نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

" اس کے لیے مشکل یہ تھی کہ اس آدمی کے قتل کا شک لازمی طور پر اس ذمے دار آدمی پر ہی کیا جا سکتا تھا ـــ کیونکہ دونوں کی مخالفت بلکہ دشمنی ملک بھر میں بہت مشہور ہے ؛ چنانچہ اس نے ایک چال چلی ـــ یہ کام جعلی سفارت کاروں چم پانگ اور راجا کے ذریعے لینے کا پروگرام بنا لیا ـ اور اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے اس نے سوچا کہ وہ بڑے آدمیوں کی ایک شان دار دعوت میں عین اس روز شریک ہو ـ جس روز بلکہ جس وقت اس گھرانے کو ہلاک کیا جائے، عین اس وقت وہ بڑے بڑے لوگوں سے دعوت میں ملاقات کر رہا ہو ـــ ادھر چم پانگ اور راجا کے لیے کرائے کے غنڈے حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا ـ ان دونوں

نے ایک انوکھی ترکیب اختیار کی ـ ایک گول مول سا اشتہار اخبار میں دیا ـ ٹھہریے میں اس اشتہار کے الفاظ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر انھوں نے اشتہار کے الفاظ سنا دیے ، پھر کہنے لگے :

" اس اشتہار پر ہمارے ایک ساتھی کی بھی نظر پڑی ـ اس نے چم پانگ اور راجا سے ملاقات کی ـ وہاں اسے معلوم ہوا کہ انھیں تو کرائے کے غنڈوں کی ضرورت ہے ـ اس بات کا ذکر اس نے مجھ سے کیا اور اس طرح ہم اس چکر میں پڑے ـــ ادھر چم پانگ اور راجا نے ہمارے ساتھی کا تعاقب کرایا تھا ـــ اس لیے انھیں پتا چل گیا کہ اس کا تعلق تو ہم سے ہے ـــ ہمیں درمیان میں پا کر وہ غائب ہو گئے ـــ لیکن ہم نے چم پانگ نام کے ذریعے ان کا سراغ لگا لیا ـ اور سفارت خانے پہنچ گئے ـــ یہ اور بات ہے کہ وہاں ان دونوں نے خودکشی کر لی ، لیکن اس سے پہلے ہم یہ جان چکے تھے کہ وہ اصل چم پانگ اور راجا نہیں ہیں ـ ان دونوں کو تو انھوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ـــ دونوں کی خودکشی کے بعد ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتے رہ گئے ـــ ہمیں زیادہ فکر اس گھرانے کی تھی ـ جس کو وہ شخص ختم کرنا چاہتا تھا ،

لہٰذا ہم نے مختلف طریقے اختیار کیے — ہمارا ہر طریقہ فیل ہو گیا — لیکن آخر میں سفارت خانے کے باقی ملازمین سے چند سوالات نے ہمارا کام بنا دیا — ہمیں دراصل یہ خیال آیا تھا کہ جو شخص چم پانگ اور راجا کے راز سے واقف ہے اور جو ان سے اس حد تک خطرناک کام لے سکتا ہے، وہ ان سے ملنے سفارت خانے بھی ضرور آتا ہو گا اور آتا بھی ہو گا راز دارانہ طریقے سے — بس ہم نے ان سے یہ سوال پوچھا کہ کوئی شخص راز دارانہ طریقے سے ان دونوں سے ملنے سفارت خانے تو نہیں آتا — انھوں نے جواب دیا کہ ایک صاحب آتے تو ضرور ہیں — لیکن وہ شاید میک اَپ میں ہوتے ہیں — تاہم عملے نے اس کا حلیہ بتا دیا — کار کا رنگ، ماڈل اور نمبر بتا دیا — ان صاحب سے غلطی یہ ہوئی کہ وہ میک اَپ میں نہیں آتے تھے — نہ اپنی کار کی نمبر پلیٹ تبدیل کرتے تھے — البتہ آتے تھے رات کی تاریکی میں — اور عملے نے چھپ کر ان کی باتیں بھی سنی تھیں۔"

"آخر وہ کون ہے؟ آپ نے یہ بات تو اب تک بتائی نہیں۔"

"اب میں اسی طرف آ رہا ہوں — اس آدمی کا حلیہ سن کر ہمیں بہت حیرت ہوئی تھی اور افسوس بھی ہوا تھا —

اس لیے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے — کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے، لیکن افسوس! ہم کر بھی کیا سکتے تھے۔" وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئے —

"لیکن آپ نے اب تک اس شخص کا نام کیوں نہیں بتایا؟"

"اب میں نام بتانے لگا ہوں، لیکن اس سے پہلے یہ بتا دینا پسند کروں گا کہ ہم نے ان کے خلاف سارے ثبوت حاصل کر لیے ہیں — ہمارے ہاتھ سفارت خانے سے وہ کاغذات بھی لگ گئے ہیں — جن میں اس پورے منصوبے کی تفصیلات درج ہیں — اس میں کس کس شخص نے کتنا کتنا حصہ لیا ہے — اور بدلے میں انشارجہ نے انھیں کیا کچھ دینے دلانے کے وعدے کیے ہیں — آپ کا کیا خیال ہے مسٹر قاضی فیاض غوری صاحب؟"

"جج — جی — میرا خیال — لیکن آپ اتنے لوگوں میں صرف میرا خیال کیوں پوچھنا چاہتے ہیں؟" انھوں نے بوکھلا کر کہا۔

"اب میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں — اچھا چلیے — آپ بتا دیں — مجھے کیا کرنا چاہیے، کس پر شک کرنا چاہیے؟"

"میں بتاؤں — آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔" قاضی فیاض نے بوکھلا کر کہا۔

"اور کیا میں بتاؤں۔" انسپکٹر جمشید نے آنکھیں نکالیں۔

"آپ — آپ ٹھیک تو ہیں — ہوش میں تو ہیں — مجھے اس قدر کیوں گھور رہے ہیں؟"

"تو اور کیا کروں؟" وہ مسکرائے۔

"دیکھیے — مجھے آپ کے تیور خوف ناک لگ رہے ہیں؟" قاضی فیاض غوری نے گھبرا کر کہا۔

"آپ تو بہت بزدل نکلے مسٹر فیاض غوری — صرف میرے تیور دیکھ کر ڈر گئے — آپ ہی تو وہ شخص ہیں — جو ایک پورے گھرانے کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانا چاہتے تھے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"نن — نہیں — یہ بالکل غلط ہے — اور آپ نے کیا کہا — آپ کے ہاتھ تمام ثبوت لگ گئے ہیں تو پھر دکھائیے ثبوت۔" اس نے تیز آواز میں کہا۔

انسپکٹر جمشید — محمود، فاروق اور فرزانہ نے سب لوگوں پر ایک نظر ڈالی — انھیں ان میں سے ایک کے چہرے پر حد درجے حیرت نظر آئی۔

"یہ رہے وہ کاغذات جو ہمیں سفارت خانے سے ملے ہیں۔"

"اور ان میں میرا نام ہے؟"

"ہاں! پڑھ کر دیکھ لیں — اگر اس میں آپ کا نام نہ ہو تو جو چور کی سزا وہ میری بلکہ ہماری۔"

قاضی فیاض غوری نے جلدی جلدی ان کاغذات کا مطالعہ

شروع کیا — اس کے چہرے پر حیرت بڑھتی چلی گئی اور خوف دور ہوتا چلا گیا — آخر وہ چلا اٹھا:

"یہ — یہ — یہ کیا؟"

"کیا ہو گیا جناب — آپ تو اچھل پڑے ہیں۔"

"ہاں اور کیا کروں — آپ نے جو کچھ کہا — وہ تو اس میں نہیں ہے — بلکہ — بلکہ اس میں تو..."

"اس میں آپ کا نام ہے یا نہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے

"ہاں بے شک — اس میں میرا نام ہے — لیکن اس میں تو منصوبہ یہ درج ہے کہ کرائے کے قاتلوں کے ذریعے میرے — یعنی فیاض غوری کے پورے گھرانے کو ہلاک کیا جائے گا — اور ہلاک کروانے والے ہیں سرور کمال۔"

"کیا — نہیں۔" سب لوگ بری طرح اچھلے۔

"جی ہاں! بات بالکل یہی ہے — میں تو ذرا سرور کمال صاحب کا دل آخری بار خوش کر رہا تھا — انشارجہ نے اس منصوبے کو ان کی مدد سے پورا کیا تھا — اور جب فیاض غوری کو اس بات کا کسی طرح سراغ لگا تو انھوں نے بھی بات کو دبا لیا — انھوں نے الیکشن کے دنوں میں اس بات سے پردہ اٹھانے کا پروگرام بنایا تھا، حالانکہ یہ ان کی بہت بڑی غلطی تھی — انھیں تو فوراً اس بات کی رپورٹ لکھوا دینی

چاہیے تھی — خیر — اب ذرا سرور کمال صاحب کی بات سُن لیں — یہ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں یا نہیں؟"

ان سب کی نظریں سرور کمال کے چہرے پر جم گئیں، لیکن وہاں اب کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا تھا —

"انکل اکرام — آپ اپنا کام کریں — ہم گھر چلتے ہیں — ارے ہاں! بے چارے پی ایس ٹی کا شکریہ تو ہم نے ادا کیا ہی نہیں — اس کیس کے ہیرو تو دراصل یہ ہیں۔"

"گگ — کیا فرمایا — پی ایس ٹی" — ٹی ایس ایم نے بوکھلا کر کہا —

اور وہ سب مُسکرانے لگے —

فائدے کی بات

- ان شاء اللہ آیندہ ماہ آپ نیا خاص نمبر "جاف کا جال" (۶۰ روپے) "سنہری چٹان ۵" (۱۵ روپے)، خاص نمبر "وادیٔ دہشت" (۲۶ روپے) "کار کی تلاش" (۱۵ روپے)، "ہیرا دیوی" (۱۵ روپے)، "نیلاب پل" (۱۵ روپے)، "آخری تصویر" (۱۵ روپے)، "زخمی" (۱۵ روپے)، "جرم کا راستہ" (۱۵ روپے)، "ستاروں کا کھیل" (۱۵ روپے) اور "سیاہ فام" (۱۵ روپے) پڑھیں گے —
- ان تمام ناولوں کی کل قیمت ۲۲۱/۰۰ روپے بنتی ہے، لیکن ادارے سے براہِ راست منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول رعایتی قیمت ۱۹۵/۰۰ روپے میں ملیں گے —
- ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جائیں گے —
- پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا، اس طرح آپ کو یہ تمام ناول دو سو روپے میں گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ اکتیس روپے کی بچت ہو گی — ہے نا فائدے کی بات —
- خط لکھ کر آرڈر نوٹ کروائیں —

مطبوعاتِ اشتیاق، ۹/۱۲ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور

آئندہ خاص نمبر کی ایک جھلک

۲۰ جنوری کو پڑھیے

قیمت : ساٹھ روپے

ناول نمبر ۶۱۱

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

خاص نمبر ۳۷

جاف کا جال

مصنف : اِشتیاق احمد

- ایک انوکھا ناول ـــ بہت مدت بعد ـــ
- مجرم کو آپ پورے ناول میں تلاش کرتے رہیں گے ـــ

آپ اسے پا نہیں سکیں گے ـــ

- صدر نے جب تینوں پارٹیوں کے خصوصی اجازت نامے واپس لے لیے ـــ
- پورے ملک میں جاف کے کارندے دندناتے پھر رہے تھے ـ
- جاف ـــ
- آخر جاف کیا تھا ـــ کون تھا ـــ کیا کر رہا تھا ـــ
- اجازت نامے لے لیے جانے کے بعد ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ـــ
- ان کے اپنے مُلک کی پولیس ان کے پیچھے لگ گئی ـــ
- ان تینوں پارٹیوں کی گرفتاری کا حکم ـــ
- تینوں پارٹیوں پر لگائے جانے والے الزامات کس قدر سنگین تھے، آپ سوچ بھی نہیں سکتے ـــ
- ناول کے آخری صفحات تک آپ اپنے محبوب کرداروں کو بالکل بے بس پائیں گے ـــ
- ہر لمحے یوں محسوس کریں گے کہ کردار اس بار کچھ نہیں کر پائیں گے ـ
- ان کی کوئی پیش نہیں جائے گی ـــ
- ان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو گی ـــ
- ان کی کوئی کوشش رنگ نہیں لائے گی اور وہ صرف اور صرف ناکام ہوں گے ـــ

○ بُری طرح شکست کھا جائیں گے —

○ پُورے ناول میں جب یہ احساس آپ پر چھایا رہے گا تو آپ کا کیا حال ہو گا —

○ آپ کو اپنے کرداروں پر پیار آئے گا یا غُصّہ — آپ فیصلہ نہیں کر سکتے —

○ ہر قدم پر آپ کا دل دھڑکے گا —

○ آپ چاہیں گے کہ کردار اب تو کچھ کر گزریں — اب تو کچھ کام کر جائیں —

○ لیکن ان کی بے بسی کی کہانی بھی عجیب ہو گی —

○ اور جب چاروں طرف آپ کو اُمید کی کوئی کرن نظر نہ آ رہی ہو گی، مایوسیوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا مکمّل طور پر چھا چکا ہو گا —

○ اور آپ یہ گمان کر چکے ہوں گے — اب کردار کچھ نہیں کر سکیں گے — کچھ بھی نہیں کر سکیں گے —

○ تو اچانک —

○ بس جناب اتنی ہی جھلکیاں کافی ہیں —

○ ایک عجیب و غریب ترین ناول —

○ پہلی فرصت میں اپنی کاپی محفوظ کروا لیں، ورنہ آپ یقیناً اس ناول کو نہیں پا سکیں گے — آپ جانتے ہیں، میں یہ دعویٰ بہت مُشکل سے کرتا ہوں، لیکن جب کرتا ہوں تو اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے —

آئندہ خاص نمبر کی ایک جھلک

اٹھارہواں خاص نمبر — تینوں پارٹیوں کی مشترکہ مہم

قسط نمبر ۵

سنہری چٹان

مصنّف: اشتیاق احمد

○ اشتیاق احمد کی زندگی کا دُوسرا سب سے بڑا خاص نمبر —

○ چودہ سو صفحات پر مشتمل —

○ اب یہ عظیم الشان خاص نمبر قسط وار شائع کیا جا رہا ہے —

○ نئے اور خوب صورت سرورق کے ساتھ —

○ ہر قسط نئے جوڑ توڑ کے ساتھ —

○ مزاح کا طوفان —

○ آپ یہ خاص نمبر پڑھتے ہوئے سپنس کی نئی دُنیا کی سیر کریں گے —

○ ۲۰ جنوری کو پڑھیے —— قیمت: پندرہ روپے —

آیندہ خاص نمبر کی ایک جھلک

۲۰ جنوری کو پڑھیے

قیمت ۳۶ روپے

ناول نمبر ۴۳

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، آفتاب، آصف، فرحت اور انسپکٹر کامران مرزا کا عظیم الشان کارنامہ

تیسرا خاص نمبر

وادیٔ دہشت

مصنف: اشتیاق احمد

- ایک عظیم الشان خاص نمبر —
- خاص نمبر جاف کا جال کے ساتھ ۲۰ جنوری کو شائع کیا جا رہا ہے —

- ڈائجسٹ سائز پر — ایک انوکھا تجربہ —
- موجودہ حالات میں اپنے اصل سائز میں اگر اس خاص نمبر کو شائع کیا جاتا تو قیمت ۹۰ اور ۱۰۰ روپے کے آس پاس بنتی — لیکن ڈائجسٹ سائز میں آپ یہ خاص نمبر صرف ۳۶ روپے میں پڑھیے —
- یہ وہ خاص نمبر ہے — کہ جب بھی شائع ہوا — فوراً ختم ہو گیا اور مانگ بدستور باقی رہی —
- کہیں اس بار بھی ایسا نہ ہو —
- وہ خاص نمبر — جس کا آپ کو ہر زمانے میں شدت سے انتظار رہا —
- آپ کے کردار آپ کو زبردست ایکشن میں نظر آئیں گے —
- ہر قدم پر آپ کا دل دھڑکے گا —
- سائز ۱۶/ ۳۶×۲۳
- خوب صورت اور مضبوط سرورق —
- قیمت صرف چھتیس روپے —
- ۲۰ جنوری کو پڑھیے —
- وادیٔ دہشت ابھی سے خریدنے کی تیاری کر لیں — اپنی کاپی پہلے ہی بک کروا لیں — ختم ہونے پر آپ ہاتھ ملیں گے — شکریہ!

آئندہ ماہ شائع ہونے والے ناول

آئندہ ماہ آپ نئے خاص نمبر "جاف کا جال" کے ساتھ مندرجہ ذیل پُرانے ناول بھی پڑھیں — نوٹ فرما لیں:

۶۱۱ — جاف کا جال	خاص نمبر ۲۷	۶۰ روپے
۱۸ — سُنہری چٹان	قسط نمبر ۵	۱۵ 〃
۴۳ — وادیٔ دہشت	خاص نمبر ۳	۳۶ 〃
۱۱۴ — کار کی تلاش	اِنسپکٹر جمشید سیریز	۱۵ 〃
۱۱۵ — ہیرا دیوی	〃	۱۵ 〃
۱۱۸ — نیلاب پل	〃	۱۵ 〃
۱۱۹ — آخری تصویر	〃	۱۵ 〃
۱۲۰ — زخمی	〃	۱۵ 〃
۱۲۱ — جُرم کا راستا	〃	۱۵ 〃
۱۲۲ — ستاروں کا کھیل	〃	۱۵ 〃
۱۲۳ — سیاہ قلم	〃	۱۵ 〃

عیسائیوں سے ایک سوال

مرتبہ: اشتیاق احمد

○ کیا عیسائی مُسلمانوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں؟

○

○ آج کل مُلکِ عزیز میں عیسائیوں کی تبلیغ زوروں پر ہے — لیکن

○ خود اپنی انجیل کی رو سے یہ کیا ہیں —

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی انجیل میں ان کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے —

عیسائیوں کے لیے لمحہ فکریہ

مُسلمانوں کے لیے خوش خبری

○ بے حد معلوماتی اور دلچسپ کتابچہ —

○ صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے حاصل کریں —

خط لکھنے کا پتا:

مطبوعاتِ اشتیاق، ۹/۱۲ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور

آئینِ بے وفائی

مصنّف : اِشتیاق احمد

- "آئینِ بے وفائی" صرف ایک ناول نہیں — ایک حقیقت ہے — سو فی صد حقیقت —
- لیکن یہ حقیقت کس کی ہے — آپ کے محبوب مصنّف کی یا اس کے کسی عزیز کی — یہ تو آپ آئینِ بے وفائی پڑھ کر ہی اندازہ کر سکیں گے —
- جن لوگوں نے ناول پڑھا ؟ ان کی آرا آپ ناولوں کے آخر میں پڑھ سکتے ہیں —
- پہلی فرصت میں پڑھنے کے قابل ناول — آپ ایک بار شروع کرنے کے بعد ہاتھ سے نہیں رکھ سکیں گے —
- اور آپ کو یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی — یہ ناول مصنّف نے اپنے خون سے تحریر کیا ہے —
- اپنے بک سٹال یا لائبریری سے طلب کریں — کہیں نہ ملے تو دفتر سے [illegible] روپے میں بذریعہ وی پی منگوائیں۔

دائرے کا سمندر

—— مصنّف : اشتیاق احمد ——

- اشتیاق احمد کی زندگی کا سب سے بڑا ناول —
- اب ختم ہونے کے قریب ہے — بالکل قریب —
- اور ایک بار یہ ختم ہوگیا تو پھر یہ ادارے سے آپ کو کبھی نہیں مل سکے گا —
- لہٰذا پہلی فرصت میں "دائرے کا سمندر" حاصل کر لیں —
- جو قارئین آج تک "جزیرے کا سمندر"، "سنہری چٹان"، "برف کے اُس پار"، "باطل قیامت" جیسے خاص نمبر تلاش کرتے رہتے ہیں — وہ جانتے ہیں — ناول ختم ہونے کے بعد کس حد تک پریشان ہونا پڑتا ہے —
- پریشانی سے بچنے کے لیے "دائرے کا سمندر" کے مالک بن جائیے۔